مدینۃ المسیح

قادیان ۲۹ اگست۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ½۹ بجے شب کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ حضور کو آج دن بھر گلے اور سردرد کی تکلیف رہی۔ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے طبیعت اچھی ہے۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کے متعلق آج کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے۔ کہ حضرت ممدوحہ کو سردرد کی تکلیف ہے۔ آپ کو بطور علاج مسہل دیا گیا ہے احباب دعائے صحت کرتے رہیں۔

صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب بیرسٹر ایٹ لاء ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے متعلق آج کلکتہ سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ان کی صحت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔

خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب ناظر بیت المال سلسلہ کے بعض امور کی سرانجام دہی کے لئے سندھ تشریف لے گئے ہیں۔ ان کی جگہ خانصاحب منشی برکت علی صاحب جائنٹ ناظر بیت المال کام کریں گے۔

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے مولوی محمد سلیم صاحب۔ گیانی واحد حسین صاحب اور مولوی دل محمد صاحب بھٹ پور کے جلسہ میں شمولیت کے لئے بھیجے گئے ہیں۔

آج بعد نماز عشاء مسجد دار الرحمت میں مولوی امام الدین صاحب سیکھوانی نے ذکر حبیب پر تقریر کی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے حالات سنائے۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

اولیاء اللہ کے دشمنوں کے پاس صرف لفظی اور زبانی قیل و قال رہ جاتی ہے

"انکار اولیاء اور ان سے دشمنی رکھنا اول انسان کو غفلت اور دنیا پرستی میں ڈالتا ہے اور پھر اعمال حسنہ اور افعال صدق اور اخلاص کی ان سے توفیق چھین لیتا ہے اور پھر آخر سلب ایمان کا موجب ہو کر دینداری کی اصل حقیقت اور مغز سے ان کو بے نصیب اور بے بہرہ کر دیتا ہے اور یہی معنے ہیں اس حدیث کے کہ من عادا ولیا لی فقد اذنتہ للحرب یعنے جو میرے ولی کا دشمن بنتا ہے۔ تو میں اس کو کہتا ہوں کہ بس اب میری لڑائی کے لئے طیار ہو جا۔ اگرچہ اوائل عداوت میں خداوند کریم و رحیم کے آگے ایسے لوگوں کی طرف سے کسی قدر عدم معرفت کا عذر ہو سکتا ہے۔ لیکن جب اس ولی اللہ کی تائید میں چاروں طرف سے نشان ظاہر ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور نور قلب اس کو شناخت کر لیتا ہے۔ اور اس کی قبولیت کی شہادت آسمان اور زمین دونوں کی طرف سے بآواز بلند کانوں کو سنائی دیتی ہے۔ تو نعوذ باللہ اس حالت میں بھی جو شخص عداوت اور عناد سے باز نہیں آتا۔ اور طریق تقویٰ کو بکلی الوداع کہکر دل کو سخت کر لیتا ہے۔ اور عناد اور دشمنی سے ہر وقت درپے ایذا رہتا ہے۔ تو اس حالت میں وہ حدیث مذکورہ بالا کے ماتحت آ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ بڑا کریم و رحیم ہے وہ انسان کو جلد نہیں پکڑتا۔ لیکن جب انسان ناانصافی اور ظلم کرتا کرتا حد سے گزر جاتا۔ اور بہرحال اس عمارت کو گرانا چاہتا ہے اور اس باغ کو جلانا چاہتا ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے طیار کیا ہے۔ تو اس صورت میں قدیم سے اور جب سے کہ سلسلہ نبوت کی بنیاد پڑی ہے۔ عادۃ اللہ یہی ہے۔ کہ وہ ایسے مفسد کا دشمن ہو جاتا ہے اور سب سے پہلے دولت ایمان اس سے چھین لیتا ہے۔ تب بلعم کی طرح صرف لفظی اور زبانی قیل و قال اس کے پاس رہ جاتی ہے۔ اور جو نیک بندوں کی خدا تعالیٰ کی طرف نسبت انس اور شوق اور ذوق اور محبت اور تبتل اور تقوےٰ کی ہوتی ہے وہ اس سے کھوئی جاتی ہے۔ اور وہ خود محسوس کرتا ہے کہ ایام موجودہ سے دس سال پہلے جو کچھ اس کو رقت اور انشراح اور بسط اور خدا کی طرف جھکنے اور دنیا اور اہل دنیا سے بیزاری کی حالت دل میں موجود تھی۔ اور جس طرح سچے زہد کی چمک کبھی کبھی اس کو آگاہ کرتی تھی۔ کہ وہ خدا کے عباد صالحین میں سے ہو سکتا ہے اب وہ چمک بکلی اس کے اندر سے جاتی رہی ہے۔ اور دنیا طلبی کی ایک آگ اس کے اندر بھڑک اٹھتی ہے اور انکار اہل اللہ کی شامت سے اس کو یہ بھی خیال نہیں آتا۔ کہ جس زمانہ میں اس کے خیال نیک اور پاک اور زاہدانہ تھے۔ اب اس زمانہ کی نسبت اس کی عمر بہت زیادہ ہو گئی ہے۔ غرض اس کو کچھ سمجھ نہیں آتا۔ کہ مجھکو کیا ہو گیا اور دنیا طلبی میں گرا جاتا اور دنیا کا جاہ ڈھونڈتا ہے۔ حالانکہ موت کے قریب ہوتا ہے۔ غرض اسی طرح ایمان کا نور اس کے دل سے چھین لیتے ہیں۔" (تریاق القلوب حاشیہ صفحہ ۱۳۱)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارکان کی شاندار مالی قربانیاں

صرف تحریک جدید میں علاوہ دیگر چندوں کے ۲۹۴۹۸ روپے داخل کئے

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے جس مالی قربانی کا مطالبہ تحریک جدید کے سلسلہ میں جماعت احمدیہ سے فرمایا۔ اس میں حضور نے نہ صرف خود شاندار اسوہ حسنہ پیش فرمایا ہے۔ بلکہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تمام ارکان نے نہایت اعلےٰ نمونہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ سال اول میں ۵۵۴۵ سال دوم میں ۷۹۱۶ اور سال سوم میں ۹۳۳۴ روپیہ ادا کیا۔ اور سال چہارم میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے جو شاندار مالی قربانی کی گئی ہے اس کی میزان ۶۷۰۳ ہے۔ اس طرح چہار سالہ رقم کی میزان ۲۹۴۹۸ روپیہ ہوتی ہے۔ فجزاہم اللہ احسن الجزا فی الدنیا والاخرۃ۔ اس کی تفصیل ذیل میں دیتے ہوئے احمدیہ جماعت کے ان احباب سے جنہوں نے تاحال اپنے وعدے پورے نہیں کئے۔ درخواست ہے۔ کہ چونکہ اب وقت صرف ایک سہ ماہی باقی رہ گیا ہے۔ کیونکہ اس سال کے وعدوں کے پورا کرنے کی آخری تاریخ ۳۰ نومبر ۳۸ء ہے۔ اس لئے جلد سے جلد وعدے پورے کر دیں۔ فہرست سال چہارم حسب ذیل ہے

نمبر	نام	رقم	میزان
۱	حضرت ام المومنین مدظلہا العالی طال اللہ عمرھا	۳۰۵	
۲	سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ	۲۰۰۰	
۳	سیدہ حضرت ام ناصر احمد صاحب حرم اول حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ	۱۵۰	
۴	حافظ میرزا ناصر احمد صاحب بی۔ اے مولوی فاضل سلمہ اللہ تعالیٰ	۱۶۰	
۵	سیدہ منصورہ بیگم صاحبہ	۱۵۰	
۶	مرزا میاں مبارک احمد صاحب ابن حضرت امیر المومنین	۷۱	
۷	مرزا میاں منور احمد صاحب " "	۶۵	
۸	سیدہ حضرت ام طاہر احمد صاحب حرم ثانی حضرت امیر المومنین	۲۵۳	۳۰۸۷
۹	سیدہ امۃ القیوم صاحبہ بنت حضرت امیر المومنین	۵۰	
۱۰	سیدہ امۃ الرشید صاحبہ " "	۳۱	
۱۱	سیدہ امۃ العزیز صاحبہ " "	۲۶	
۱۲	سیدہ حضرت ام وسیم احمد حرم ثالث حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ	۸۰	
۱۳	سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ حرم رابع حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ	۵۰	
۱۴	حضرت میرزا بشیر احمد صاحب	۳۱۲	
۱۵	سیدہ حضرت ام مظفر احمد صاحب حرم حضرت میاں بشیر احمد صاحب	۱۰۰	
۱۶	صاحبزادہ مرزا میاں مظفر احمد صاحب بی۔ اے ابن "	۱۵۰	۵۸۷
۱۷	صاحبزادہ مرزا میاں منیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ "	۲۵	
۱۸	حضرت مرزا شریف احمد صاحب	۱۰۰	
۱۹	حرم حضرت میاں شریف احمد صاحب	۲۰۰	۹۴۰
۲۰	صاحبزادہ مرزا میاں منصور احمد صاحب ابن حضرت میاں شریف احمد صاحب	۲۱۰	
۲۱	سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ حرم صاحبزادہ میاں منصور احمد صاحب	۲۱۰	
۲۲	صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب	۲۰۰	
۲۳	صاحبزادہ مرزا داؤد احمد صاحب "	۲۰	
۲۴	حضرت نواب محمد علی خان صاحب	۵۰۰	
۲۵	حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۷۰۰	
۲۶	صاحبزادہ میاں محمد احمد خان صاحب ابن حضرت نواب صاحب	۵۵	
۲۷	سیدہ امۃ الحمید بیگم صاحبہ حرم میاں محمد احمد خانصاحب	۵۵	۱۳۷۵
۲۸	میاں مسعود احمد خان صاحب ابن حضرت نواب صاحب	۴۰	
۲۹	صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ	۲۵	
۳۰	حضرت میاں محمد عبد اللہ خان صاحب	۷۵۰	
۳۱	سیدہ حضرت امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ حرم میاں محمد عبد اللہ خانصاحب	۵۵۰	
۳۲	حضرت میاں محمد عبد اللہ خان صاحب کے بچوں کی طرف سے	۸۰	۱۴۵۰
۳۳	میاں عباس احمد خان صاحب ابن میاں محمد عبد اللہ خانصاحب	۷۰	
۳۴	جناب والدہ صاحبہ میاں رشید احمد صاحب	۱۰۰	
۳۵	جناب مرزا عزیز احمد صاحب	۲۵۰	
۳۶	بیگم صاحبہ جناب مرزا عزیز احمد صاحب	۶۰	۹۶۰
۳۷	جناب مرزا رشید احمد صاحب	۴۰۰	
۳۸	بیگم صاحبہ جناب مرزا رشید احمد صاحب	۱۵۰	

فنانشل سیکرٹری تحریک جدید

طلبہ جامعہ احمدیہ کو اطلاع

اگر کسی ایک مقام سے کم از کم چار طلبۂ جامعہ احمدیہ تعطیلات کے بعد اکٹھے واپس آنے والے ہو۔ تو وہ ۷ ستمبر ۳۸ء سے قبل اپنے اسماء اور مکمل پتہ سے سپرنٹنڈنٹ جامعہ ہوسٹل کو اطلاع دیں۔ تا انکے لئے کنسیشن ٹکٹ کا انتظام کیا جا سکے۔ پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان

ضروری اعلان

دار السعۃ کی اراضی کا نقشہ تیار کیا جا رہا ہے۔ تا وقتیکہ وہ تیار نہ ہو جائے۔ کوئی دوست ۲ حصہ زمین خریدیں اور نہ خرید کردہ زمین پر بغیر اجازت نظارت مکان بنائیں۔ ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ قادیان

ایک ہندو رئیس کا کشف

لالہ کلیا نداس صاحب رئیس اعظم ملتان کو حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی شبیہ مبارک حضرت سلمان فارسی کے مزار پر عراق میں خدا تعالےٰ نے چار سال پہلے بحالت کشف دکھائی۔ اور صداقت احمدیت کا ایک ثبوت فراہم فرمایا۔ اس کی تفصیل ایک ٹریکٹ میں چھپ چکی ہے۔ جن جماعتوں کو ضرورت ہو۔ ۱۲ سینکڑہ بشمولیت محصولڈاک بھیجکر منگوا سکتی ہیں۔

مہتمم نشر و اشاعت قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

قادیان دارالامان مورخہ ۵ - رجب ۱۳۵۷ ہجری

خطبہ جمعہ

ایک سچائی پر اعتراض کرنیوالے کو لازماً دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض کرنا پڑتا ہے

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک واضح پیشگوئی اور اس کا ظہور

از حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۹ راگست ۱۹۳۸ء

اس خطبہ کے متعلق بعض دوستوں کے خطوط مجھے ملے ہیں۔ جن میں سے ایک نے یہ شکوہ کیا ہے۔ کہ منافق تو جماعت میں بہت کم ہیں۔ کوئی ایک دو ہوں گے پھر آپ ایسے خطبے کیوں پڑھتے ہیں۔ اس طرح لوگوں کو خیال ہوتا ہے۔ شائد بہت سے لوگ ہوں۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہ تو میں خود کہہ چکا ہوں۔ کہ چندہی لوگ ہیں۔ لیکن کسی گندے خیال کی نسبت یہ نہیں کہنا چاہیئے۔ کہ ایک کا ہے۔ اس کا رد کرنا آئندہ نسلوں کے لئے مفید ہوسکتا ہے۔ اس لئے میں جن باتوں کے متعلق ضروری سمجھتا ہوں۔ خطبہ پڑھ دیتا ہوں۔ آخر ان چند منافقوں کے لئے قرآن کریم میں کثیر آیات اُتری ہیں۔ میرے تو سارے خطبے ایک آیت کی برابری نہیں کرسکتے۔

ایک صاحب نے یہ لکھا ہے۔ لوگوں کو شُبہ پیدا ہُوا ہے۔ کہ یہ خط صلاح الدین رشید کا اپنا ہے۔ اس کا ازالہ کیا جاتے۔ میں اس کا بھی ازالہ کرتا ہوں۔ کہ یہ صلاح الدین صاحب رشید کا خط نہیں۔ کیونکہ جب وُہ قادیان سے باہر تھے۔ تب بھی ایسے خط قادیان کی مُہر سے ملتے رہتے تھے۔ ان کے دوستوں میں سے کوئی ہو۔ یا نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ جانے۔ مگر ان کا خط یہ ہرگز نہیں ہوسکتا۔

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

اللہ تعالےٰ کی سنت

ہے۔ کہ جب کوئی شخص ایک صداقت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو وُہ لازماً آہستہ آہستہ دوسری صداقتوں پر بھی اعتراض کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر جس قدر اعتراضات لوگوں نے کئے۔ وہ سارے ہی ایسے تھے۔ جو دوسرے انبیاء پر بھی پڑتے تھے۔ اور جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مثال دیتے۔ اور فرماتے۔ کہ دیکھو۔ یہ اعتراض تو پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر بھی پڑتا ہے۔ یا حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر بھی پڑتا ہے۔ یا حضرت موسےٰ علیہ السلام پر بھی پڑتا ہے۔ تو وُہ لوگ گالیوں پر اُتر آتے۔ اور کہتے۔ کہ آپ انبیاء کی ہتک کرتے ہیں۔ حالانکہ جب ایک شخص ایک

صداقت کا مدعی

ہے۔ اور وُہ اپنے آپ کو اُس کی کڑی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ تو لازماً اسے دوسروں کی مثالوں کو پیش کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کا فعل قابلِ اعتراض ہوگا۔ تو دوسروں کے افعال کو بھی قابلِ اعتراض قرار دینا پڑے گا۔ اور اگر دوسروں کے افعال کو درست سمجھا جائیگا تو اس کے کسی ویسے ہی فعل پر اعتراض کرنا بھی ناجائز ہوگا بہرحال جن اصول کو وہاں تسلیم کیا جائے گا۔ اُن اصُول کو یہاں بھی تسلیم کیا جائے گا۔ مگر ان کا جواب یہ ہوتا۔ کہ عوام الناس کو بھڑکا دیتے۔ اور کہتے۔ مرزا صاحب انبیاء کی ہتک کرتے ہیں۔

آتھم کا جن دِنوں مباحثہ تھا

عیسائی ایک دن شرارت کرکے مسلمانوں اور عیسائیوں کو جوش دلانے۔ اور ہنسی مذاق کی ایک صورت پیدا کرنے کے لئے کچھ اندھے لُولے۔ اور لنگڑے جمع کرکے لے آئے۔ اور انہیں ایک گوشہ میں چھپا کر بٹھا دیا۔ اور تجویز یہ کی۔ کہ ہم مرزا صاحب سے کہیں گے۔ آپ کا دعوےٰ ہے کہ آپ مسیح موعُود ہیں۔ اور حضرت مسیح اندھوں کو بینا کیا کرتے تھے۔ لنگڑوں اور لولوں پر ہاتھ پھیرتے اور وُہ اچھے ہوجاتے تھے۔ اب ہم نے آپ کو تکلیف سے بچا لیا ہے۔ اور یہ کچھ لولے، لنگڑے اور اندھے جمع کرکے لے آئے ہیں۔ آپ بھی ان پر ہاتھ پھیریں۔ اور انہیں اچھا کرکے دکھا دیں اگر آپ کے معجزہ سے یہ اچھے ہوجائیں گے تو ہم آپ کو اپنے دعوے میں سچا مان لیں گے۔ میں تو اس وقت بچہ تھا۔ شاید پانچ یا چھ سال میری عمر ہوگی مگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے اور بعض دوسروں سے بھی جو اس واقعہ کے عینی شاہد تھے۔ میں نے

تمام باتیں سنی ہیں۔ آپ فرماتے جب ہم نے یہ بات سنی۔ تو ہم سخت گھبرائے۔ اور ہم نے کہا۔ بس اب بڑی ہنسی ہوگی۔ جواب تو خیر دیا ہی جائے گا۔ مگر عوام الناس میں اس کی وجہ سے بڑا جوش پیدا ہو جائے گا۔ لیکن جس وقت انہوں نے اس امر کو پیش کیا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا جواب لکھوانا شروع کیا۔ تو دیکھنے والے جو اس وقت موجود تھے۔ سناتے ہیں۔ کہ

عیسائیوں کے لئے سخت مشکل

پیش آ گئی۔ اور انہوں نے چوری چھپے ان اندھوں لولوں اور لنگڑوں کو ایک ایک کرکے غائب کرنا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے جواب میں لکھوایا کہ یہ دعوے کہ حضرت مسیحؑ اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے۔ لولوں اور لنگڑوں پر ہاتھ پھیرتے اور وہ اچھے ہو جاتے تھے ان معنوں میں کہ وہ ظاہری اندھوں کو بینا کیا کرتے تھے۔ یا ظاہری لولوں اور لنگڑوں کو تندرست کر دیا کرتے تھے۔ عیسائی دنیا کا ہے۔ اور حضرت مسیحؑ انجیل میں یہ فرماتے ہیں۔ کہ اگر کسی میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہوگا۔ تو وہ تمام وہ معجزے دکھا سکے گا۔ جو میں دکھاتا ہوں۔ پس آپ نے فرمایا۔ تم لوگ جو اس وقت مسیحؑ کی طرف سے نمائندہ بن کر آئے ہو۔ تم میں کم از کم ایک رائی کے دانہ کے برابر تو ضرور ایمان ہونا چاہیے ورنہ تم نمائندے کیسے ہو سکتے ہو۔ بلکہ حق یہ ہے۔ کہ تم میں ایک رائی کے دانہ سے بہت زیادہ ایمان ہوگا کیونکہ تم معمولی عیسائی نہیں بلکہ عیسائیوں کے پادری ہو۔ اور اگر تم میں ایک رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں تو تم مسیحؑ کے نمائندے نہیں ہو سکتے۔ اس صورت میں تو تم بے ایمان ہوگے اور اگر تم میں کم از کم ایک رائی کے دانہ کے برابر ایمان موجود ہے تو ہم آپ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آپ لوگوں نے ہمیں اس تکلیف سے بچا لیا۔ کہ ہم خود ان اندھوں۔ لولوں۔ اور لنگڑوں کو اکٹھا کرکے لاتے اور آپ سے کہتے کہ انہیں اچھا کر دکھائیں۔ اب یہ آپ کی کوشش سے خود ہی حاضر ہیں۔ آپ ان پر ہاتھ پھیریں۔ یا پھونک ماریں۔ اور انہیں اچھا کرکے دکھا دیں۔ دنیا کو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ واقعہ میں آپ مسیحؑ کے سچے پیرو ہیں۔ اور انجیل میں ایمان اور صداقت کا جو معیار بتایا گیا تھا۔ اس پر آپ پورے اترتے ہیں۔ کہتے ہیں جس وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ جواب لکھوانا شروع کیا۔ تو عیسائیوں نے ان اندھوں لولوں اور لنگڑوں کو کھسکانا شروع کر دیا۔ یہاں تک کہ اس پرچہ کے سناتے وقت وہ سب اندھے لولے اور لنگڑے غائب ہو گئے۔ حالانکہ یہ صاف بات ہے۔ اور انجیل میں بھی موجود ہے۔ کہ حضرت مسیحؑ سے یہود ہمیشہ کہا کرتے تھے۔ کہ ہمیں

کوئی معجزہ دکھاؤ

اگر واقعہ میں وہ اندھوں کو آنکھیں دیا کرتے تھے۔ لولوں اور لنگڑوں پر ہاتھ پھیرتے اور وہ اچھے ہو جاتے تھے۔ تو دشمنوں کے یہ کہنے کا کیا مطلب تھا۔ کہ ہمیں کوئی معجزہ دکھاؤ۔ خصوصاً ایسی صورت میں جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ مطالبہ حضرت مسیحؑ سے انہوں نے آخری زمانہ میں کیا ہے۔ اگر واقعہ میں وہ ایسے ہی معجزے دکھایا کرتے تھے۔ تو وہ کہہ سکتے تھے۔ کہ تم مجھ سے معجزات کا بار بار کیوں مطالبہ کرتے ہو۔ میں نے اتنے اندھوں کو آنکھیں دیں۔ اتنے لنگڑوں کو تندرست کیا۔ اتنے لولوں کو اچھا کیا۔ اس سے بڑھ کر تمہیں اور کیا معجزہ چاہیئے۔ مگر وہ یہ جواب نہیں دیتے۔ بلکہ جواب یہ دیتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے بُرے اور حرامکار لوگ مجھ سے نشان طلب کرتے ہیں۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ کہ انہیں یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہیں دیا جائے گا۔ یعنی اب تمہارے لئے یہی معجزہ ہوگا۔ کہ تم میرے قتل کی تدبیریں کروگے مجھے صلیب پر لٹکا کر مجھے ملعون ثابت کرنا چاہوگے۔ مگر میرا خدا مجھے صلیب سے بچا لے گا۔ اور جس طرح یونس مچھلی کے پیٹ میں سے زندہ نکلا اسی طرح میں بھی صلیب پر سے زندہ اتروں گا اور یہی تمہارے لئے معجزہ ہوگا اس کے سوا اور کوئی نشان تمہیں نہیں دکھایا جائے گا۔ اگر واقعہ میں وہ اندھوں کو ظاہری آنکھیں دے دیا کرتے تھے۔ کوڑھیوں کو اچھا کر دیتے تھے۔ لولوں اور لنگڑوں پر ہاتھ پھیرتے اور وہ اچھے ہو جاتے تھے۔ تو وہ ہزاروں آدمیوں کو اپنے معجزات کے ثبوت میں پیش کر سکتے تھے۔ اور کہہ سکتے تھے۔ کہ اتنے ہزار اندھوں کو میں نے بینا بنایا۔ اتنے ہزار لولوں کو میں نے تندرست کیا۔ اتنے ہزار لنگڑوں کو میں نے اچھا کرکے کام کے قابل بنایا۔ مگر انجیل میں باوجود ایسی عبارتوں کے موجود ہونے کے جن میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ حضرت مسیح نے اندھوں کو بینا کیا۔ لولوں اور لنگڑوں کو اچھا کیا۔ پھر وہ یہودی پوچھتے اور کہتے ہیں۔ کوئی معجزہ دکھاؤ۔ جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہاں ظاہری اندھوں کو بینا کرنے یا ظاہری مردوں کو زندہ کرنے یا ظاہری لولوں اور لنگڑوں کو اچھا کرنے کا ذکر نہیں۔ بلکہ روحانی مردوں کے احیاء اور روحانی بیماروں کے اچھا ہونے کا بیان ہے۔ اور روحانی مردہ کے زندہ ہونے یا روحانی اندھے کے بینا ہونے کو کون تسلیم کرتا ہے۔ صرف وہی لوگ جن کے اندر ایمان ہوتا ہے۔ سمجھتے ہیں۔ کہ ایک شخص پہلے روحانی لحاظ سے مردہ تھا۔ مگر پھر زندہ ہو گیا۔ پہلے روحانی لحاظ سے اندھا تھا۔ مگر پھر بینا ہو گیا۔ مگر دشمن تو اس امر کو تسلیم نہیں کرتا۔ بلکہ دشمن تو یہ کہتا ہے۔ کہ پہلے یہ زندہ تھے۔ اب مر گئے ہیں۔ پہلے یہ بینا تھے۔ اب اندھے ہو گئے ہیں۔ پہلے یہ تندرست تھے۔ مگر اب لولے اور لنگڑے ہو گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک جب ایک غیر احمدی احمدی بنتا ہے۔ تو پہلے وہ نابینا ہوتا ہے مگر پھر بینا ہو جاتا ہے۔ مگر غیر احمدیوں کے نزدیک پہلے وہ بینا ہوتا ہے اور احمدی بن کر نابینا ہو جاتا ہے اسی وجہ سے ہم تو کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ

لاکھوں روحانی مردے زندہ ہو گئے

مگر ایک غیر احمدی جب ہماری اس بات کو سنے گا۔ تو وہ ہنس کر کہہ دے گا۔ مرزا صاحب نے لاکھوں کو کافر مرتد اور دجال بنا دیا۔ پس ایسے معجزات سے ایک مومن تو فائدہ اٹھا لیتا ہے مگر غیر مومن فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اسی لئے حضرت مسیح علیہ السلام سے یہود یہ کہا کرتے۔ کہ تم نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ آپ ان کی اس بات کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔ تمہیں ہمیشہ یہی نظر آئے گا۔ کہ میں نے کوئی معجزہ نہیں دکھایا۔ اور تم میری مخالفت میں بڑھتے چلے جاؤ گے۔ یہاں تک کہ ایک دن تم مجھے مارنا چاہو گے۔ تب خدا مجھے بچائے گا۔ اور یہی تمہارے لئے میری صداقت کا ایک نشان ہوگا

توہر نبی پر۔ یا ہر راست باز پر۔ یا ہر راستبازی پر جو بھی اعتراضات ہوں لازماً اسی قسم کے اعتراضات دوسرے نبیوں۔ دوسرے راستبازوں اور دوسری راستبازیوں پر بھی پڑتے ہیں۔ مگر لوگ ہیں۔ کہ اس صداقت کو تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ الٰہی سُنت یہ ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے دُنیا کو اس قسم کا بنایا ہے۔ کہ اس کا ہر دن پہلے دن کے مشابہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی تھے۔ جو آئے۔ پھر حضرت نوح آئے۔ پھر حضرت ابراہیم آئے پھر حضرت موسیٰ آئے پھر حضرت عیسیٰ آئے۔ اور اسی طرح اور بہت سے انبیاء درمیانی زمانوں میں آتے رہے۔ یہ صرف چند معروف نام ہیں جو میں نے لئے۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئے اور دوسرے ملکوں میں حضرت کرشن آئے۔ حضرت رام چندر آئے۔ حضرت زرتشت آئے۔ لیکن ان سب کے حالات یکساں ملتے چلے جاتے ہیں۔ اور عجیب بات یہ ہے۔ کہ ان کے دُشمنوں کے حالات بھی آپس میں بالکل یکساں ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں جہاں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے۔ کہ

انبیاء ایک دُوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں۔

وہاں یہ بھی فرماتا ہے۔ کہ کفار بھی ایک دوسرے کے مشابہ ہوتے ہیں۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ اتواصوا به۔ کیا یہ کفار وصیت نامہ لکھتے چلے گئے تھے۔ کہ جب اگلا نبی آئے۔ تو اس پر بھی تم نے ایسا ہی اعتراض کرنا۔ پھر اگر کفار ایک سے چلے جاتے ہیں۔ تو منافق بھی ایک سے چلے جاتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہُوئے فرماتا ہے۔ کہ تم اس طرح نفاق نہ کرو۔ جس طرح مُوسےٰ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے نفاق کیا اور آپ کو ان کے افعال سے اذیت پہونچی۔ مگر کرنے والوں نے اسی طرح نفاق کیا:۔

پھر اب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ

آیا۔ تو وُہی کچھ جو پہلے انبیاء کے زمانہ میں ہوتا رہا۔ اب ہو رہا ہے۔ اور جس طرح پہلے منافق اعتراض کیا کرتے تھے۔ اسی طرح موجودہ زمانہ کے منافق اعتراض کرتے نظر آتے ہیں۔

میں نے ایک پچھلے خطبۂ جمعہ میں منافقوں کی بعض علامات بتائی تھیں۔ اور جماعت کے دوستوں کو سمجھایا تھا۔ کہ منافق کون ہوتا ہے اور اس کی کیا کیا علامتیں ہوتی ہیں اس پر مجھے

ایک منافق کا ایک گُمنام خط

آیا۔ یہ شخص پہلے بھی کئی دفعہ ایسے خط لکھ چکا ہے۔ اور ہمارا خیال ہے۔ کہ یہ مصری پارٹی کا کوئی فرد ہے۔ مگر خطوں میں ہمیشہ مصری صاحب کو "کمبخت مصری" لکھا کرتا ہے۔ لیکن بات وہی کرتا ہے جو مصری پارٹی کرتی ہے۔ پھر نہ معلوم اس کا "کم بخت" کہنا کیا معنے رکھتا ہے اگر تو وُہ انہی میں سے ہے۔ تو یہ اول درجہ کی بے حیائی ہے۔ کہ ان میں سے ہوتے ہُوئے "کمبخت مصری" لکھتا ہے۔ اور اگر ان میں سے نہیں تو یہ اول درجہ کا پاگل ہے۔ کہ بات تو وُہی کہتا ہے۔ جو مصری پارٹی کہہ رہی ہے۔ مگر پھر انہیں "کم بخت" کہتا ہے۔ تو کئی خطوط اس گمنام خط بھیجنے والے کے میرے نام آئے ہیں۔ میں "کئی خطوط" اس لئے کہتا ہوں۔ کہ یہ خود بھی اپنے اس خط میں تسلیم کرتا ہے۔ کہ پہلے جو خط آپ کو ملے ہیں۔ وُہ بھی میرے ہی ہیں۔ دوسرے ان تمام خطوط کا طرزِ تحریر آپس میں ملتا ہے۔ وُہ اس خط میں اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ دیکھو تم نے منافقوں کے متعلق ایک خطبہ پڑھا۔ مگر تم نے یہ نہ سمجھا۔ کہ منافقت کا دائرہ تم نے اتنا وسیع کر دیا ہے۔ کہ اب کوئی مومن رہ ہی نہیں سکتا۔ بلکہ ہر شخص پر نفاق کا شُبہ ہو سکتا ہے۔ حالانکہ میرا مضمون کیا تھا۔

میرا مضمون یہ تھا

کہ منافق چار قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک وُہ ہوتے ہیں۔ جو کسی ڈر یا لالچ کے ماتحت ایک مذہب میں داخل ہو جاتے ہیں ورنہ ایمان ایک دن بھی ان کے دلوں میں داخل نہیں ہوتا۔ وہ کفر کی حالت میں پیدا ہوتے۔ کفر کی حالت میں اسلام میں داخل ہوتے۔ اور کفر کی حالت میں ہی مرجاتے ہیں۔ اب بتایا جائے وُہ کونسے مومن اور مخلص ہیں۔ جو اس تعریف کے اندر آجاتے ہیں۔ آیا بعض مومن اور مخلص بھی ذاتی فوائد کے لئے الٰہی سلسلہ میں داخل ہُوا کرتے ہیں۔ اور آیا ان کے دلوں میں ایک دن بھی ایمان کبھی داخل نہیں ہوتا۔ پھر دوسری قسم منافقوں کی میں نے یہ بیان کی تھی۔ کہ بعض لوگ ایمان کی حالت میں ہی ایک مذہب قبول کرتے ہیں۔ مگر بعد میں ان کے دلوں میں بگاڑ پیدا ہو جاتا ہے۔ اور وُہ مرتد ہو جاتے ہیں۔ اس تعریف کے ماتحت بھی بھلا کونسا مخلص ہے۔ جو آسکے۔ اور کونسے مخلصوں کو میں نے یہ تعریف کرکے منافق بنا دیا ہے کیا مخلص بھی کبھی مرتد ہُوا کرتے ہیں یا وُہ جو ایمان سے داخل ہوتے اور بعد میں مرتد ہو جاتے ہیں۔ انہیں منافقین کی بجائے سابقون الاوّلون اور انصار۔ اور مہاجر کہنا چاہیئے۔

پھر میں نے کہا تھا۔ کہ منافقوں کی ایک قسم وُہ ہے۔ جن کے اندر ایمان تو ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی کفر بھی ہوتا ہے اور اس ایمان اور کفر کے اُن پر دَورے آتے رہتے ہیں۔ کبھی قربانیاں کرنے لگ جائیں گے۔ اور کبھی ہمت ہار کر بیٹھ جائیں گے۔ اور سلسلہ اور نظام پر اعتراض کرنے لگ جائیں گے اس تعریف کے ماتحت بھی کوئی مخلص نہیں آسکتا۔ کیونکہ مخلص اور مومن کبھی ہمت نہیں ہارا کرتے۔ اور ان پر انکار اور بزدلی کا دَورہ کبھی نہیں آیا کرتا:۔

پھر منافقوں کا چوتھا گروہ میں نے اُسے قرار دیا تھا۔ جو مومن کی بات کو بُرا سمجھتا۔ اور منافق کی دوستانہ تعلقات کی وجہ سے تائید کرتا رہتا ہے۔ اب بتاؤ۔ اس دائرہ میں بھی کونسے مخلص آسکتے ہیں۔ یا کونسے ایسے مومن ہیں۔ جو اس تعریف کی زد میں آسکتے ہیں۔ اگر واقعہ میں کوئی مخلص ہے۔ تو وُہ مخلصوں کی تائید کرے گا۔ منافقوں کی تائید کس طرح کرے گا۔ اور اگر وُہ منافقوں کی تائید کرے گا۔ تو اُسے مخلص اور مومن سمجھنا غلطی ہوگا:۔

غرض منافقین کی جو علامتیں میں نے بتائی تھیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی علامت نہیں جس سے

مخلصین کے اخلاص اور مومنین کے ایمان

کو اشتباہ کی نگاہوں سے دیکھا جا سکے پھر جو کچھ میں نے بیان کیا تھا۔ قرآن کریم سے بیان کیا تھا۔ اگر اُسے یہ باتیں بُری معلوم ہوتی ہیں۔ تو وُہ قرآن کریم سے یہ آیتیں نکال کر پھینک دے۔ اور کوئی ایسا قرآن چھاپے۔ جس میں یہ آیتیں موجود نہ ہوں۔ جس دن وُہ ایسا قرآن چھاپ دے گا۔ ہم سمجھ لیں گے۔ کہ اب ہمیں منافقوں کی یہ تعریف نہیں کرنی چاہیئے۔ لیکن اگر یہ آیتیں قرآن کریم میں رہیں گی اور ہمیشہ رہیں گی۔ اور قیامت تک کوئی کافر اور منافق ان کو قرآن کریم سے نکال نہیں سکتا۔ تو جب تک یہ آیتیں موجود ہیں۔ ایسے لوگ منافق ہی رہیں گے اور کسی صورت میں منافقت کا داغ ان کے چہروں سے مٹ نہیں سکتا آخر وفیکم سمّٰعون لھم قرآن کریم میں ہے میں نے نہیں لکھ دیا۔ منافق قرآن کریم کے تمام نسخوں کو دیکھ لیں ان نسخوں کو بھی دیکھ لیں۔ جو میری اس بیان کردہ تعریف سے پہلے کے چھپے ہوئے ہیں۔ اور پھر دیکھیں کہ آیا اُن نسخوں میں یہ آیت ہے یا نہیں۔ اور اگر ہے تو وُہ خود ہی سوچیں کہ اس میں میرا کیا دخل ہُوا۔ انہیں اگر اعتراض کا شوق ہے۔ تو وُہ خدا پر کریں کہ اس نے کیوں نعوذ باللہ ایسی جھوٹی بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ جو ان کی سمجھ میں نہیں آتی۔

اور جسے موجودہ منافق غلط قرار دے رہے ہیں۔ اس نے آپ ہی آپ ایک بات قرآن کریم میں لکھ دی۔ حالانکہ اسے چاہیئے تھا۔ وہ پہلے ان منافقوں سے مشورہ لیتا اور پوچھتا کہ منافق کون ہوتا ہے۔ پھر جو تعریف یہ بتاتے اسے قرآن میں نازل کرتا۔ لیکن اس قدر اعتراضات کرنے کے باوجود ہر خط میں بڑا اخلاص بھی ظاہر کیا ہوا ہوتا ہے۔ اور لکھا ہوتا ہے۔ ہم سلسلہ کے خادم ہیں۔ مگر

اس کی سلسلہ سے محبت کا اندازہ

اسی سے ہو سکتا ہے۔ کہ ایک خط میں جس کے متعلق اس نے تسلیم کیا ہے کہ وہ اسی کا لکھا ہوا ہے۔ اس پر یہ تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے۔ اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں۔ اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا۔ تو اس میں حرج کیا ہوا۔ پھر لکھا ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض نہیں۔ کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کیا کرتے تھے۔ ہمیں اعتراض موجودہ خلیفہ پر ہے۔ کیونکہ وہ ہر وقت زنا کرتا رہتا ہے۔ اس اعتراض سے پتہ لگتا ہے۔ کہ یہ شخص پیغامی طبع ہے۔ اس لئے کہ ہمارا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ اعتقاد ہے۔ کہ آپ نبی اللہ تھے۔ مگر پیغامی اس بات کو نہیں مانتے اور وہ آپ کو صرف ولی اللہ سمجھتے ہیں۔

تو جب کوئی شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے۔ اُسے لازماً

دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً مصری صاحب کو سب سے پہلے میری خلافت میں نقائص نظر آئے۔ اب اس کا یہ لازمی نتیجہ ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ پر بھی ان کا حملہ ہو۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں۔ اسی طرح وہ بھی خلیفہ تھے۔ جس طرح میں یہ کہتا ہوں۔ کہ خدا تعالےٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے۔ کسی انسان نے نہیں بنایا۔ اسی طرح آپ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ اور کسی انسان کی یہ طاقت نہیں۔ کہ مجھے خلافت سے معزول کرے۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ جو شخص میری خلافت پر اعتراض کرے گا۔ وہ ابلیس بن جائے گا۔ اور جب میں مر جاؤنگا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا۔ اور خدا اس کو آپ کھڑا کریگا۔

پس جب انہوں نے بھی یہی باتیں کہی ہیں۔ تو معترض اپنے دل میں سوچتا اور کہتا ہے۔ اگر حضرت خلیفہ اول رضؓ کی باتیں صحیح تھیں۔ تو موجودہ خلافت پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور اگر موجودہ خلافت قابل اعتراض ہے۔ تو حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خلافت بھی باطل ہے۔ اور چونکہ اس کے دل میں بغض ہوتا ہے۔ اس لئے وہی اعتراض جو وہ مجھ پر کرتا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر بھی کر دیتا ہے۔ اور اس طرح ان کی خلافت کا بھی منکر ہو جاتا ہے۔ پھر اس سے اوپر جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اُن پیشگوئیوں کو دیکھتا ہے جو آپ نے میرے متعلق فرمائیں۔ آپ کی اُن دعاؤں کو پڑھتا ہے۔ جو آپ نے میرے لئے اور اپنی باقی تمام اولاد کے لئے کیں۔ تو اسے کہنا پڑتا ہے۔ یہ بھی غلط ہی ہیں۔ وہ پیشگوئیاں سنتا اور کہتا ہے۔ یہ پوری نہیں ہوئیں۔ اور دعاؤں کا ذکر سنتا ہے تو کہتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعائیں بیشک کی تھیں مگر وہ قبول نہیں ہوئیں۔ ان کم بختوں کی دعائیں تو قبول ہو جائیں۔ لیکن اگر دعائیں قبول نہ ہوں۔ تو خدا کے مسیحؑ اور اس کے نبی کی! اپنے متعلق تو ان کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وہ بار بار کہتے ہیں۔ ہم دعا کریں گے۔ اللہ ہمیں غلبہ دیگا۔ اللہ سچوں کی سنتا ہے۔ مگر کیا مسیح موعودؑ ہی نعوذ باللہ احرار کے قول کے مطابق کذاب اور دجال تھا۔ کہ خدا نے اس کی دعاؤں کو نہ سنا۔ وہ سنتا ہے۔ تو انہی منافقوں اور بدباطنوں کی۔

پھر یہ لکھنے والا مجھے لکھتا ہے۔ تم نے

جماعت سے نذرانے

وصول کر کر کے اسے غریب کر دیا۔ تم اسوقت یہاں ہزاروں کی تعداد میں موجود ہو۔ کیا تم میں سے کوئی ایک شخص بھی قسم کھا کر کہہ سکتا ہے۔ کہ میں نے کبھی ایک پیسہ کا بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہو۔ میرا طریق ہمیشہ یہ ہے۔ کہ بعض دوست میرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں۔ ہم فلاں چیز آپ کے لئے لانا چاہتے ہیں۔ وہ کس سائز کی ہو۔ مثلاً بوٹ کا کیا سائز ہو۔ یا جرابیں کس سائز کی ہوں۔ مگر میں کبھی انہیں جواب نہیں دیتا۔ سوائے اس کے کہ بعض دفعہ کوئی پیچھے پڑ کر پاؤں کا ناپ لے لے تو یہ دوسری بات ہے۔ ورنہ میں نے کبھی کسی کو ایسی باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ بعض تو کئی کئی خط لکھتے ہیں۔ اور جب میں جواب نہیں دیتا تو وہ شکایت کرتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں شائد میں ان کے خطوں کا اس لئے جواب نہیں دیتا۔ کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہوں۔ حالانکہ میں جواب اسلئے نہیں دیتا۔ کہ یہ بات میری طبیعت کے خلاف ہے۔ اور میں اسے بھی سوال کا ایک رنگ سمجھتا ہوں۔ ہاں اگر کوئی دوست خود بخود کوئی تحفہ دے جائے تو میں اسے رد بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے یہ امر ثابت ہے کہ آپ ایسے تحائف قبول فرما لیا کرتے تھے آپنے فرمایا بھی ہے۔ کہ بغیر اشراف نفس بغیر نفس کی خواہش کے اگر کوئی شخص تحفہ دے تو اسے قبول کر لو۔ بارک اللّٰہ لک فیہ اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ایسے تحائف قبول کر لیا کرتے۔ آخر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم تجارت نہیں کیا کرتے تھے۔ آپ کی کوئی جائداد بھی نہیں تھی۔ پھر آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں کوئی اجر نہیں مانگتا۔ ایسی صورت میں صحابہ میں سے اگر کوئی اپنی مرضی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہدیۃً کچھ پیش کرتا۔ تو آپ اسے قبول فرما لیتے اور اگر کوئی آپ ہی اپنی مرضی سے خدمت کرتا اور پھر اس کا احسان جتاتا ہے۔ تو اس سے زیادہ گندہ اور کمینہ شخص اور کون ہو سکتا ہے۔

اور کب اسے کہا گیا تھا۔ کہ کچھ دو۔ اسی طرح میں ہمیشہ کہتا رہتا ہوں۔ کہ مجھے کچھ مت دو۔ اور اگر کوئی مجھ سے کچھ لانے کے لئے پوچھتا بھی ہے تو میں اسے جواب نہیں دیتا۔ ایسی حالت میں بغیر میری خواہش کے اگر کوئی شخص مجھے نذرانہ دیتا ہے۔ تو وہ اپنی مرضی سے دیتا ہے۔ میں نے کبھی کسی سے نذرانہ نہیں مانگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے ایام میں سیالکوٹ کے ایک زمیندار دوست نے میرے ہاتھ پر چونّی رکھ دی۔ مجھے یاد ہے۔ کہ اس وقت شرم کے مارے میرا جسم پسینہ پسینہ ہو گیا۔ اور میں اس مجلس سے بھاگا۔ اور سیدھا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پہنچا۔ اور وہ چونّی آپ کے سامنے پیش کر دی۔ اور شکوہ کیا کہ ایک شخص نے آج میرے ہاتھ پر یہ چونّی رکھ دی ہے۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ محسوس کرتے ہوئے۔ کہ مجھے اس کا فعل اچھا نہیں لگا۔ فرمایا۔ تمہیں اس کے جذبے کی قدر کرنی چاہیئے اس نے جو کچھ کیا ہے۔ محبت کے ماتحت کیا ہے۔ تمہاری ہتک کرنے کے خیال سے نہیں کیا۔ حدیث میں بھی آیا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کچھ دے۔ تو وہ لے لو۔ چنانچہ اب اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے مجھے کچھ دے دے۔ تو میں لے لیتا ہوں۔ ورنہ مانگنے کے لحاظ سے کوئی شخص ثابت نہیں کر سکتا کہ۔ میں نے کبھی کسی سے کچھ مانگا ہو۔ باقی رہے۔ چندے سو اگر میں نے اپنے لئے جماعت سے نذرانے لینے ہوتے۔ تو ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ

میں چندے کم لگاتا۔ تا جماعت کے پاس روپیہ رہے۔ اور وہ نذرانوں میں مجھے دیتی رہے۔ کیونکہ میں خیال کرتا۔ اگر تمام روپیہ سلسلہ کے خزانہ میں چلا گیا تو جماعت غریب ہو جائے گی اور وہ مجھے نذرانے نہیں دے سکے گی ؛؛

پس اس نقطۂ نگاہ کے ماتحت مجھے چندے کم لگانے چاہئیں تھے۔ مگر میرا زیادہ چندے مانگنا ہی بتاتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں۔ سلسلہ کی خیر خواہی کے لئے کر رہا ہوں ؛؛

پھر میں کہتا ہوں۔ یہ اعتراض صرف مجھ پر ہی نہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اعتراض

پڑتا ہے۔ دشمنوں کی تمام کتابیں اس قسم کے اعتراضات سے بھری پڑی ہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں بعض منافق بھی اس قسم کے اعتراض کر دیا کرتے تھے۔

لدھیانہ کا ایک شخص تھا۔ جس نے ایک دفعہ مسجد میں مولوی محمد علی صاحب۔ خواجہ کمال الدین صاحب اور شیخ رحمت اللہ صاحب کے سامنے کہا۔ کہ جماعت مقروض ہو کر۔ اور اپنے بیوی بچوں کا پیٹ کاٹ کر چندہ میں روپیہ بھیجتی ہے۔ مگر یہاں بیوی صاحبہ کے زیورات۔ اور کپڑے بن جاتے ہیں۔ اور ہوتا ہی کیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب اس کا علم ہؤا۔ تو آپ نے فرمایا اس پر حرام ہے۔ کہ وہ ایک حبہ بھی کبھی سلسلہ کے لئے بھیجے۔ اور پھر دیکھے کہ خدا کے سلسلہ کا کیا بگاڑ سکتا ہے اور آپ نے فرمایا۔ کہ آئندہ اس سے کبھی چندہ نہ لیا جائے۔ حالانکہ وہ پرانا احمدی تھا۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعوے سے بھی پہلے آپ سے تعلق رکھتا تھا۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں تو ایک بے دین اور بے ایمان شخص کے لئے اشتباہ کا موقعہ کسی حد تک پیدا ہو سکتا تھا۔ کیونکہ نذرانہ کا روپیہ۔ اور لنگر خانہ کا روپیہ اکٹھا آتا تھا۔ مگر ہمارے زمانہ میں تو یہ بات بھی نہیں ؛؛

اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے زمانہ میں میں لنگر کا افسر تھا۔ اور یہ بات میں بھی جانتا ہوں۔ اور دوسرے سب دوست بھی جانتے ہیں۔ کہ حضرت خلیفۂ اول رضؓ کے گھر ہمیشہ لنگر سے کھانا جایا کرتا تھا۔ مگر ہمارے گھر میں تو کبھی

لنگر کا کھانا

نہیں آیا۔ میری خلافت پر ابھی دو چار دن ہی گزرے تھے۔ کہ میں نے اپنے گھر والوں کو نہایت سختی سے روک دیا اور کہہ دیا کہ لنگر سے کھانا کبھی نہیں منگوانا لنگر تمہارا ذمہ وار نہیں۔ تم جا ہو۔ تو پھر سے دگا کر دیکھ سکتے ہو۔ کہ آیا یہ بات درست ہے یا نہیں۔ اور آیا کبھی بھی ہمارے گھر لنگر سے کھانا آیا۔ حالانکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے گھر ہمیشہ لنگر سے کھانا جایا کرتا تھا۔

صدر انجمن احمدیہ کے جو کارکن ہیں اُن میں بھی بعض منافق ہیں۔ وہ اور دوسرے

منافق ہمت کر کے ایک لسٹ کیوں نہیں شائع کرتے

جس سے ہر شخص کو یہ معلوم ہو سکے کہ میں جماعت کا کتنا روپیہ کھا گیا ہوں۔ اگر ان میں ہمت ہے۔ اور وہ سمجھتے ہیں۔ کہ ان کا دعوےٰ درست ہے تو وہ ایسی لسٹ شائع کر دیں۔ پھر لوگوں کو خود بخود معلوم ہو جائے گا۔ کہ کون درست بات کہہ رہا ہے۔ اور کون غلط۔ میری تو یہ حالت ہے کہ میں سوائے اس رقم میں سے جس کے متعلق مجلس شوریٰ نے میری عدم موجودگی میں فیصلہ کیا تھا قرض کے طور پر اخراجات لینے کے۔ بطور امداد انجمن سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا۔ بلکہ کئی دفعہ میرے چندے ان رقموں سے بڑھ جاتے ہیں۔ جو جماعت کے دوستوں کی طرف سے بطور نذرانہ وغیرہ ملتی ہیں ؛؛

اسی طرح اس نے لکھا ہے آپ کو روپیہ دیتے دیتے جماعت غریب ہو گئی۔ چنانچہ وہ اس کی مثال دیتا ہؤا لکھتا ہے۔ حکیم نظام الدین صاحب کا لڑکا صلاح الدین رشید تو تعلیم سے محروم رہے۔ مگر تمہارے لڑکے

ولائت تک تعلیم

حاصل کر آئیں۔ یہ کونسا انصاف ہے۔ حالانکہ ہمارے لڑکے اگر ولایت تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے ہیں۔ تو اُن کے خرچ کا بار جماعت پر نہیں پڑا۔ بلکہ ہم نے اپنی زمینیں فروخت کر کے انہیں ولایت تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا ہے ؛؛

پس میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ ہمارے لڑکوں کے پڑھنے سے جماعت کیونکر غریب ہو گئی۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ہمارے لڑکے پڑھیں اپنے خرچ پر۔ اور غریب جماعت ہو جائے۔ ولایت تعلیم حاصل کرنے کے لئے ہمارے تین لڑکے گئے ہیں۔ اور تینوں کے لئے

ہم نے اپنی زمینیں فروخت کیں

مرزا عزیز احمد صاحب کا لڑکا تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا تھا۔ جو بیچارہ فوت بھی ہو گیا۔ اس کے لئے انہوں نے اپنے حصہ کی زمین فروخت کی تھی۔ میاں شریف احمد صاحب نے اپنے لڑکے کو بھیجا۔ تو انہوں نے اپنے حصہ کی زمین فروخت کی۔ اور میاں بشیر احمد صاحب نے اپنا لڑکا بھیجا۔ تو انہوں نے اپنے حصہ کی زمین فروخت کی۔ صرف

میں نے اپنے لڑکے کے لئے

کوئی زمین نہیں بیچی۔ مگر اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ اس پر جماعت کا خرچ ہؤا۔ اس پر بھی جماعت کا ایک پیسہ خرچ نہیں ہؤا۔ بلکہ بات یہ ہوئی۔ کہ جب میرے بھائیوں نے اپنے لڑکوں کو ولایت بھیجنے کے خیال کا اظہار کیا۔ تو ہماری جماعت کے ایک مخلص دوست نے مجھے میرے لڑکے کے متعلق لکھا۔ کہ چونکہ بڑے ہو کر اس نے دین کی خدمت کرنی ہے۔ اس لئے میرا ارادہ ہے۔ کہ اُسے اپنے خرچ پر ولایت بھجوا دوں تاکہ اُسے تجربہ حاصل ہو جائے۔ چونکہ پہلے لڑکوں کے لئے تو ہم نے زمینیں فروخت کرنی تھیں۔ اگر اس کے لئے بھی کوئی زمین فروخت کی جاتی۔ تو یہ بار مشکل سے سہارا جا سکتا۔ اس لئے میں نے اپنے بچے کو سمجھا دیا تھا۔ کہ تم دل میں کوئی خیال نہ لانا کہ اوروں کو تو ولایت بھیجا جا رہا ہے۔ مگر مجھے نہیں بھیجا جاتا۔ کیونکہ تمہارے بھائیوں کے جانے کی صورت میں ایک وقت اس قدر روپیہ جمع نہیں کیا جا سکتا اور وہ بالکل اس پر خوش تھا۔ لیکن اس دوست نے لکھا۔ کہ میری نیت یہ ہے۔ کہ میں اپنا روپیہ خرچ کر کے آپ کے بچہ کو تعلیم دلاؤں اور اسے ولایت بھیجوں۔ تب میں نے انہیں لکھا۔ کہ میری غیرت اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ کہ میرے بچہ کے اخراجات آپ برداشت کریں۔ انہوں نے اصرار کیا۔ اور بہت اصرار کیا۔ جس پر آخر میں نے انہیں لکھا کہ اس شرط پر میں آپ کی تجویز مان سکتا ہوں۔ کہ آپ کا جس قدر روپیہ خرچ ہو۔ وہ آپ میرے ذمہ اپنا قرض سمجھیں۔ جب خدا تعالےٰ مجھے توفیق دے گا۔ تو میں اس کو اتار دوں گا۔ انہوں نے کہا۔ بہت اچھا۔ مجھے یہ بات منظور ہے۔ چنانچہ وہ اُن کے خرچ پر ولایت گیا۔ اور انہی کے خرچ پر تعلیم پاتا رہا۔ مجھے اب تک یہ پتہ نہیں۔ کہ اس پر ان کا کیا خرچ ہؤا۔ اور کس قدر رقم وہ اسے دیتے رہے۔ پس میرے بچہ کے اخراجات وہی دوست برداشت کر رہے ہیں۔ انجمن کا تو ایک پیسہ بھی ہم پر حرام ہے۔ باقی اخراجات کے متعلق رجسٹرات موجود ہیں۔ وہ زمینیں دیکھی جا سکتی ہیں جن کو ہم نے فروخت کیا ہے اپنے بچہ کے متعلق اس دوست کا نام میں ابھی ظاہر نہیں کرتا۔ جنہوں نے اسکے تمام اخراجات برداشت کئے ہوئے ہیں۔ اگر کوئی شخص قسم کھا کر یہ کہدے۔ کہ میں نے جو بات بیان کی ہے وہ غلط ہے۔ اور اس پر صدر انجمن احمدیہ کا روپیہ خرچ ہوا ہے۔

تومیں اس دوست سے کہوں گا۔ کہ اب اگر آپ کا نام ظاہر کر دیا جائے تو اس میں آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔ ان بینکوں کے نام جن کی معرفت اسے روپیہ جاتا رہا۔ روپیہ بھیجنے والے دوست کا نام اور اسی طرح کی اور تمام باتیں ہمارے علم میں ہیں۔ اور ہم بوقت ضرورت ان کا اظہار کرنے کے لئے تیار ہیں۔ پس میں نہیں سمجھتا کہ جماعت اس وجہ سے غریب کس طرح ہوگئی اور اگر سلسلہ کے لئے چندہ لینے کی وجہ سے جماعت غریب ہوگئی ہے۔ تو جیسے دوسروں سے میں نے چندہ لیا ہے۔ اسی طرح

خود بھی چندہ دیا ہے۔

پس وہ غریب ہو گئے۔ اور میں بھی غریب ہوگیا۔ مگر دنیا کی نظر میں ہم غریب ہوئے۔ خدا کی نگاہ میں غریب نہیں ہوئے۔ بلکہ ہم میں سے ہر شخص جو مومن ہے سمجھتا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کر کے بڑا مالدار بن گیا ہوں۔ کیونکہ جب ہمیں اس کے رستہ میں اپنے اموال قربان کرنے کی توفیق مل گئی۔ تو یہی بڑی سعادت اور بڑی عزت ہے۔

حقیقت یہ ہے۔ کہ ہمیں ان باتوں کے کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔ اور محض منافقوں کے اعتراضات کا جواب دینے کے لئے کہنی پڑتی ہیں۔ ورنہ ہم نے جو کچھ دیا ہے۔ اپنے خدا کے لئے دیا ہے۔ کسی بندہ کے لئے تھوڑا دیا ہے۔ میں نے اگر اس کی راہ میں کچھ روپیہ دیا ہے۔ تو وہ میرے رب کی ایک چیز تھی۔ اس نے مطالبہ کیا۔ اور میں نے اس کا ایک حصہ دے دیا۔ میں شرمندہ ہوں۔ کہ میں نے سارا نہیں دیا۔ اور جو حصہ دیا ہے۔ اس کا ذکر بھی میں کبھی نہ کرتا۔ اگر منافق مجھ پر اعتراض نہ کرتے وہ کہتے ہیں۔ اور بار بار اپنے خطوں میں لکھتے ہیں۔ کہ میں جماعت کا روپیہ کھا گیا۔ میں ان سے کہتا ہوں۔ انجمن کے رجسٹر موجود ہیں۔ کیا کوئی شخص ثابت کر سکتا ہے۔ کہ میں نے ایک پیسہ بھی کھایا ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ تم سینکڑوں روپیہ ماہوار اپنی بیویوں کے لئے اور ہزاروں روپیہ ماہوار اپنے بچوں کے لئے لیتے ہو۔ جماعت یہ روپیہ دیتی دیتی کنگال ہوگئی۔ حالانکہ میں نہ سینکڑوں روپیہ بیویوں کے لئے لیتا ہوں۔ نہ ہزاروں روپیہ بچوں کے لئے۔ اور یہ جو کچھ کہا گیا ہے۔

بالکل جھوٹ اور افترا

ہے۔ ہمارے چار بچے بیشک ولایت تعلیم حاصل کرنے کے لئے گئے۔ مگر جیسا کہ میں نے بتایا ہے۔ تین کے لئے ہم نے اپنی زمینیں فروخت کیں اور ایک کو ایک دوست نے اپنے خرچ پر بھیجا۔

پھر بعض لوگ ہم پر اعتراض کرتے اور کہتے ہیں۔ کہ تم نے اپنے نفع کے لئے

قادیان میں زمینوں کی قیمتیں

بہت بڑھا رکھی ہیں۔ حالانکہ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ ہم نے زمین کی قیمتیں گرائی ہوئی ہیں۔ بڑھائی ہوئی نہیں۔ ۱۹۲۸ء میں جب پہلی دفعہ محلہ دارالفضل کے لئے ہم نے اپنی زمین فروخت کی۔ تو وہ قرآن کریم کے انگریزی ترجمہ کے لئے کی تھی۔ اور تین ہزار روپیہ اس طرح جمع کیا تھا۔ چنانچہ وہ زمین فروخت کر کے ہم نے پہلے پارے کا ترجمہ چھپوایا۔ اور صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا۔ اس وقت بعضوں نے کہا بھی۔ کہ آپ ابھی یہ زمین نہ بیچیں کچھ عرصہ کے بعد زمین کی قیمت بہت بڑھ جائے گی۔ اس وقت فروخت کر دیں۔ لیکن میں نے کہا۔ کہ اول اسوقت قرآن کریم کی اشاعت کی ضرورت ہے اسکے لئے ہر قربانی کرنا ہمارا فرض ہے

اور دوسرے قیمت کے زیادہ ہونے کا انتظار کرتے رہیں گے۔ تو قادیان کی ترقی کس طرح ہوگی۔ چنانچہ اسوقت نہایت سستے داموں پر ہم نے یہ زمین فروخت کر دی

پھر لوگ کہتے ہیں۔ زمینوں کے بارہ میں غیروں سے سختی کی جاتی ہے۔ حالانکہ قادیان میں جس قدر آبادی ہے۔ اتنی آبادی اگر کسی اور شہر میں ہو تو وہاں کبھی اس قیمت پر زمینیں نہ ملیں۔ جس قیمت پر ہم یہاں دیتے ہیں۔ اور شہروں میں پھر کر دیکھ لیا جائے جتنی بستی قادیان کی ہے اتنی بستی اگر کوئی اور ہوگی تو وہاں یہاں کی نسبت بہت زیادہ زمین کی قیمت ہوگی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ وہاں ہندو چلے جاتے ہیں۔ اور منڈیوں اور تجارت کی وجہ سے زمینوں کی قیمت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ہم پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ کہ ہندوؤں کو قادیان میں زمینیں نہیں لینے دیتے حالانکہ اگر ہم اس پابندی کو اڑا دیں اور ہندوؤں کے لئے بھی زمین خریدنے کا راستہ کھول دیں۔ تو دو سال کے اندر اندر موجودہ قیمتوں سے چار پانچ گنا قیمت بڑھ جائے۔ قادیان ایک بڑھتا ہوا شہر ہے۔ اگر ہم اجازت دے دیں۔ تو سینکڑوں ہندو یہاں آکر آباد ہو جائیں چنانچہ بیسیوں دفعہ سری گوبند پور اور بٹالہ وغیرہ کے سیٹھ اس امر کی کوشش کر چکے ہیں۔ کہ انہیں یہاں زمین مل جائے۔ ہندوؤں کے پاس روپیہ ہوتا ہے۔ اسلئے وہ جہاں جائیں گے زمین کی قیمت بڑھ جائے گی۔ منٹگمری میں بعض چھوٹی چھوٹی جگہیں ہیں جیسے عارف والا مگر ان کی قیمتیں قادیان سے بہت زیادہ ہیں۔ اور اگر ہم سلسلہ کے نظام اور احمدیت کے قیام کی خاطر یہ شرط نہ رکھیں کہ یہاں صرف احمدی ہی زمین خرید سکتے ہیں غیروں کو زمین نہیں دی جاسکتی تو جس ایکڑ کا آج ہمیں ہزار دو ہزار روپیہ ملتا ہے۔ اسی ایکڑ سے ہمیں دس دس بیس بیس ہزار روپیہ مل جائے۔ یہ ایک ایسی سیدھی سادی بات ہے۔ کہ جسے ذرا بھی تجربہ ہو وہ سمجھ سکتا ہے۔ کہ یہ صحیح ہے۔ یہاں

منڈی کے لئے ہم نے تجویز کی تو پانچ سات ہندو ہم سے کہتے تھے۔ کہ ہمیں یہاں کی زمین کا حق ملکیت دیدیا جائے ہم یہاں آنے کیلئے تیار ہیں۔ مگر ہم نے دیکھا کہ اس میں سلسلہ کا نقصان ہے اس لئے انہیں کہا۔ تم اگر چاہو۔ تو کرایہ دار کی حیثیت سے رہو۔ حقوق مالکانہ ہم تمہیں نہیں دیں گے۔ مگر وہ حق ملکیت لینے پر اصرار کرتے تھے۔ اور اس طرح بات رہ گئی۔ حالانکہ اگر ہم سلسلہ کے مفاد اور اس کی ترقی کا خیال نہ رکھیں۔ تو ہمیں بہت زیادہ قیمتیں ہندوؤں اور سکھوں سے مل سکتی ہیں تو ہمارے اس فعل کی وجہ سے ہماری زمینوں کی قیمتیں بہت گری ہوئی ہیں۔ ورنہ اگر دو سال کے لئے ہی ہم اس شرط کو اڑا دیں۔ اور ہندوؤں اور سکھوں کو زمینیں دینی شروع کر دیں تو قادیان کی زمینوں کی چار پانچ گنا قیمت بڑھ جائے۔ قادیان تو بہت بڑھتی ہوئی جگہ ہے۔ تم وڈالہ گرنتھیاں کو ہی دیکھ لو پہلے وہ بھاں بھاں کرتا ہوا۔ ایک گاؤں تھا۔ مگر اب وہاں کارخانے کھل گئے ہیں اور کئی ہندو اور سکھ وہاں آکر آباد ہوگئے ہیں۔ اب تو ریل یہاں آکر ختم ہوگئی ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ یہاں کی تجارت کی مار بیس بیس میل پر پڑتی ہے۔ مشرق اور شمال کی طرف اور کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں منڈی بن سکے۔

پس یہاں کی تجارت کا بیس بیس میل پر اثر پڑ سکتا ہے۔ اور کروڑوں کی تجارت یہاں ہو سکتی ہے۔ بٹالہ کے کئی ہندوؤں نے ہم سے خواہش کی۔ کہ ہمیں قادیان میں زمین دیجائے۔ ہم اپنے ہاں کارخانے کھولنا چاہتے ہیں۔ مگر ہم نے سوچا۔ کہ اس میں گو ہمارا ذاتی فائدہ ہے۔ مگر احمدیت کا نقصان ہے۔ اور ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے کہ احمدیت کو نقصان ہو۔ اسلئے انکار کر دیا۔ اگر ہم انہیں آنے کی اجازت دیدیتے تو جس زمین کی قیمت آج سو روپیہ ہے اسکی ہزار روپیہ ہوتی

اور دس دس میل تک جس قدر ہندو ساہوکار، تاجر اور کارخانہ دار ہیں وہ یہاں جمع ہو جاتے۔ میرا خیال ہے کہ اگر اس کی اجازت دی جاتی تو چار یا پانچ سو ہندو تاجر اس وقت تک قادیان میں جمع ہو چکا ہوتا۔ اور ان کی وجہ سے ہماری زمینیں نہایت گراں قیمت پر فروخت ہوتیں۔ پس گو ہمیں اس کا فائدہ رہتا مگر یہ ضرور ہوتا۔ کہ احمدیت کو جو یہاں غلبہ حاصل ہے۔ وہ جاتا رہتا۔ اور کئی احمدی ان مالدار ہندوؤں کے دست نگر ہو جاتے۔ پھر احمدی قانون جس رنگ میں ہم اپنی جماعت پر اس وقت جاری کر رہے ہیں وہ دوسری صورت میں نہ کر سکتے۔ اس لئے کہ احمدیوں میں سے بہت سے لوگ ان کے دستِ نگر ہو جاتے۔ مگر ذاتی فائدہ یقیناً ہمیں بہت زیادہ ہوتا۔

غرض اپنی زمینوں کو فروخت کر کے ہم نے اپنے بچوں کو تعلیم دلائی ہے۔ اور جب زمینیں ہم نے اپنی فروخت کی ہیں۔ تو یہ سمجھ میں نہیں آسکتا۔ کہ

جماعت کیونکر غریب ہو گئی

دنیا میں ہر شخص اپنی جائداد میں فروخت کرنے کا حق رکھتا ہے۔ اور کئی لوگ ہیں جو جائدادیں فروخت کر کے اپنے بچوں کو تعلیم دلاتے ہیں۔ پس اگر ہم نے بھی اپنے بچوں کو جائداد کا ایک حصہ فروخت کر کے تعلیم دلا دی تو اس سے ان کا نقصان کیا ہوا۔ مگر ان کا اعتراض کرنا بتاتا ہے کہ در پردہ انہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی اولاد سے بغض

ہے۔ اور وہ اتنا بھی پسند نہیں کر سکتے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی پوتا تعلیم حاصل کرے۔ خواہ اپنے خرچ پر ہی کرے۔ حالانکہ صحابہ رضؓ کے زمانہ میں ہم دیکھتے ہیں۔ جب گذارے مقرر ہوئے اور یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ گذاروں کی تعیین کس رنگ میں ہونی چاہیئے۔ تو انہوں نے یہی فیصلہ کیا کہ الاقرب فالاقرب یعنی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو شخص جتنا زیادہ قریب ہے۔ اتنا ہی اسے زیادہ دیا جائے چنانچہ بارہ ہزار دینار سالانہ حضرت عباس کا مقرر ہوا۔ دس دس ہزار وظیفہ امہات المومنین کا مقرر ہوا۔ پھر سات سات ہزار رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دوسرے قریبی رشتہ داروں کا۔ پھر پانچ پانچ ہزار بدری صحابہ رضؓ کا۔ پھر چار چار ہزار دینار فی کس ان صحابہ رضؓ کا مقرر ہوا۔ جو فتح مکہ تک مسلمان ہو چکے تھے۔ پھر تین تین ہزار وظیفہ ان کا مقرر ہوا۔ جو جنگ یرموک تک مسلمان ہوئے تھے۔ اسی طرح کم ہوتے ہوتے آخری فتوحات میں جو لوگ داخل اسلام ہوئے ان کا سو سو اور دو دو سو سالانہ وظیفہ مقرر کیا گیا۔

حضرت عمر رضؓ کے زمانہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک دفعہ تحائف کے طور پر باہر سے بہت سے کپڑے آئے۔ آپ نے وہ تقسیم کئے۔ مگر فرمایا حسن اور حسین کے لئے ان میں کوئی ایسا اچھا کپڑا نہیں جو انہیں دے کر میرا دل خوش ہو۔ چنانچہ آپ نے گورنر یمن کو خاص طور پر لکھا کہ نہایت خوبصورت چادریں حضرت حسن اور حسین کے لئے بنوا کر بھیجی جائیں۔ چنانچہ گورنر یمن نے جب چادریں بھیجیں تو حضرت عمر نے وہ حضرت حسن اور حضرت حسین کو پہنائیں۔ اور فرمایا آج میرا دل ٹھنڈا ہوا ہے۔ مدینہ سے یمن سات سو میل پر ہے۔ اور ان دنوں گھوڑوں کی سواری ہوا کرتی تھی۔ مگر میں نے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پوتوں کے لئے تم سے سات میل سے بھی کبھی کوئی چیز نہیں منگوائی۔

پھر اس شخص نے اپنی

گندی فطرت کا اظہار

ایک اور رنگ میں بھی کیا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے یہ شخص ہمارے خاندان کی دوسری شاخ کے بعض لوگوں کے پاس جا کر بیٹھتا ہے۔ لکھتا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب جیسا زانی جس مقبرہ میں داخل ہو جائے۔ اس مقبرہ کو کون کہہ سکتا ہے۔ کہ وہ بہشتی مقبرہ ہے۔ ہم کہتے ہیں تم کچھ کہو جسے خدا نے توبہ کی توفیق عطا فرما دی ہو۔ اس کے خواہ کتنے بڑے گناہ ہوں۔ خدا ان سب کو معاف کر دیتا ہے۔ ایک صحابی کہتے ہیں۔ ہم اسلام لانے سے پہلے رات دن زنا کرتے اور شراب نوشی میں مشغول رہتے تھے۔ تو جب تک وہ سلسلہ سے باہر تھے۔ ہم ان کے افعال کے ذمہ دار نہیں تھے۔ مگر جب اللہ تعالےٰ نے انہیں وفات سے کچھ عرصہ قبل سلسلہ میں داخل ہونے اور توبہ کرنے کی توفیق عطا فرما دی۔ تو ہم کون ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ کی بخشش کو محدود قرار دیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تو فرماتے ہیں۔ بندہ کی توبہ اللہ تعالےٰ اس وقت تک قبول کرتا ہے مالم یغرغر جب تک اسے غرغرۂ موت شروع نہ ہو اور اگر غرغرۂ موت سے ایک منٹ پہلے بھی وہ توبہ کر لیتا ہے۔ تو جنتی ہو جاتا ہے۔ مرزا سلطان احمد صاحب کو تو غرغرۂ موت سے بہت پہلے اللہ تعالےٰ نے توبہ نصیب کر دی تھی۔ پھر میں کہتا ہوں۔ زنا کیا۔ اگر ساری دنیا کے گناہ بھی کوئی شخص کرے۔ اور پھر

سچے دل سے توبہ

کرے۔ تب بھی اس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کی کوئی حد بست نہیں۔ پس ہمیں کسی کے اعمال میں پڑنے کی ضرورت نہیں ہمیں تو یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ جب کوئی شخص توبہ کرتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔

پھر وہ لکھتا ہے۔ وہ تو پنجتن میں نہیں۔ میں کہتا ہوں جو پنجتن ہیں تم نے ان کی کونسی عزت کی ہے۔ تمہی ایک خط میں پہلے لکھ چکے ہو۔ کہ ہم تمہاری قبریں بہشتی مقبرہ سے اکھیڑ کر نعشوں کو باہر پھینکدینگے پس تم نے پنجتن کا کونسا ادب کیا ہے۔ جو کہتے ہو۔ کہ مرزا سلطان احمد صاحب چونکہ پنجتن میں نہیں اس لئے ان کی نسبت اس قسم کی بات کہنے میں کوئی حرج نہیں۔

اس کا

بُغض میری ذات کی نسبت

اس طرح ظاہر ہے۔ کہ چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب نے کہیں خلافت جوبلی فنڈ کی تحریک کر دی اب اس دن سے وہ بیچارے بھی تختۂ مشق بنے ہوئے ہیں۔ اور ہر خط میں مجھ پر جو اعتراضات ہوتے ہیں۔ ان میں چوہدری صاحب بھی شامل ہوتے ہیں۔ اور کئی خطوں میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ مرزا سلطان احمد اور چوہدری ظفر اللہ خاں جیسے گندے آدمی جس مقبرہ میں دفن ہو سکیں۔ وہ مقبرہ بہشتی مقبرہ کہاں کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی قسم کے اعتراض چوہدری صاحب پر کیے جاتے ہیں۔ خلافت جوبلی فنڈ کی تحریک سے پہلے تو اسے چوہدری صاحب میں کوئی عیب نظر نہ آیا۔ مگر ادھر انہوں نے تحریک کی اور ادھر اسے ان میں سو سو کیڑے نظر آنے لگ گئے حقیقت یہ ہے۔ کہ جب کوئی شخص ایک صداقت پر اعتراض کرتا ہے۔ تو پھر اس کا قدم ٹھہرتا نہیں۔ بلکہ اور دوسری صداقتوں پر بھی اس کے اعتراض کی زد پڑنی شروع ہو جاتی ہے۔

میں نے بتایا ہے۔ کہ روپے کے بارے میں اگر مجھ پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ تو یہ مجھ پر ہی نہیں بلکہ پہلوں پر بھی پڑتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر بھی ہوا۔ بلکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بھی ہوا۔

حدیثوں میں آتا ہے۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مال غنیمت تقسیم کرنے لگے۔

ایک شخص آپ کے پیچھے آکر کھڑا ہو گیا اور آپ کو غنائم کے اموال تقسیم کرتے دیکھتا رہا۔ جب آپ تمام اموال تقسیم فرما چکے تو وہ کہنے لگا۔ یہ ایک ایسی تقسیم ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی رضامندی مدنظر نہیں رکھی گئی۔ ھٰذہٖ قسمۃ ما ارید بھا وجہ اللّٰہ۔ یہ تقسیم ایسی ہوئی ہے۔ جس میں خدا تعالےٰ کی خوشنودی کو مدنظر نہیں رکھا گیا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا تو آپ نے اسے فرمایا۔ افسوس تیری حالت پر اگر میں انصاف کو مدنظر نہیں رکھوں گا تو پھر اور کون انصاف کرے گا۔ پھر آپ نے فرمایا۔ اس شخص کی نسل اور ہم خیالوں میں سے کچھ لوگ ایسے پیدا ہونگے۔ جو قرآن پڑھیں گے مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ وہ نمازیں پڑھیں گے۔ مگر ان کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ وہ دین سے اسی طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار میں سے نکل جاتا ہے تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی یہ اعتراض ہوا اور تاریخوں میں تو صرف ایک واقعہ کا ذکر آتا ہے۔ قرآن کریم کی شہادت یہ ہے کہ

منافق ہمیشہ اس قسم کے اعتراضات کیا کرتے تھے

چنانچہ فرماتا ہے۔ ومنھم من یلمزک فی الصدقات کہ منافق ہمیشہ صدقات کے بارے میں اعتراضات کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان کی تقسیم درست نہیں ہوتی۔ تو اگر محض اعتراض کرنے سے بات بن سکتی ہے اور کسی ثبوت کے پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تو میں کہتا ہوں مجھ پر ہی یہ اعتراض نہیں پڑتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی پڑتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ میں لاہور گیا۔ اس وقت تک ابھی نمازیں علیحدہ نہیں ہوئی تھیں آپ فرماتے ہیں ایک مسجد میں بیٹھا وضو کر رہا تھا۔ کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی آگئے اور بڑے غصہ سے کہنے لگے تم لوگ دین اسلام سے مرتد ہو۔ تم کہتے ہو قرآن کریم میں کوئی آیت منسوخ نہیں اور اس کی ہر آیت قابل عمل ہے۔ یہ کیسا بےہودہ اور خلاف قرآن عقیدہ ہے۔ آپ فرماتے ہیں چپکے سنتا جاؤں مگر وہ برابر گالیاں دیتا چلا گیا۔ اور کہنے لگا تم بڑے بےدین کافر اور مرتد ہو۔ پھر کہنے لگا۔ دیکھو سرسید جو نیچری خیالات کا تھا اس کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔ فرماتے تھے اس پر میں نے ہنس کر کہا چلو ہم دو ہو گئے۔ پھر کچھ دیر وہ گالیاں دیتا رہا اور آخر میں کہنے لگا۔ ابو مسلم خراسانی کو جانتے ہو وہ بھی یہی عقیدہ رکھتا تھا کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں۔ میں نے کہا اچھا مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کا بھی یہی عقیدہ تھا۔ خیر تو پہلے ہم دو تھے اب ہم تین ہو گئے ہیں۔

میں بھی کہتا ہوں کہ

ہم بھی تین ہو گئے

پہلے مجھ پر اعتراض ہوا۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض ہوا۔ پھر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم پر اعتراض ہو گیا۔ لیکن میں کہتا ہوں اگر شرافت کا ایک شمہ بھی ان میں باقی ہے اور کوئی بھی تخم دیانت ان میں پایا جاتا ہے تو وہ ثبوت پیش کریں وہ ایک ایک سو روپیہ جو میں نے کھایا ہے ثابت کرتے چلے جائیں اور میں چار چار پانچ پانچ سو کی جائداد ان کو اس جرمانہ میں دیتا چلا جاؤں گا۔

بعض کہتے ہیں۔ تمہارے پاس روپیہ تو ہے مگر وہ تم نے بنکوں میں رکھوایا ہوا ہے۔ احرار نے بھی ایک دفعہ اعتراض کیا تھا۔ کہ

ولایت کے بنکوں میں تین لاکھ روپیہ

ان کا جمع ہے۔ میں نے اسی وقت انہیں جواب دیا تھا کہ تم جو اپنے گزارہ کے لئے لوگوں سے چندے جمع کرتے رہتے ہو۔ اب اس اعتراض کے بعد تمہیں وہ چندے جمع کرنے کی ضرورت نہیں تم ثابت کرو کہ فلاں بنک میں میرا تین لاکھ روپیہ جمع ہے۔ میں فوراً چک تمہارے نام بھجوا دوں گا۔ تم وہاں سے روپیہ نکلوا لینا۔

باقی ہماری زمینیں ہیں اور میں لوگوں سے قرضہ بھی لیا کرتا ہوں۔

بعض زمینیں میں نے خریدی بھی ہیں

مگر اسی طرح کہ بعض مکان گرو رکھ کر یا بعض دوستوں سے قرض لے کر۔ اگر اللہ تعالیٰ میری ان زمینوں میں برکت ڈال دے تو یہ اس کا فضل ہوگا مگر اس میں کسی کا کیا دخل ہے۔ دنیا کا یہ حق ہے کہ وہ مجھ سے حساب مانگے اور یقیناً جماعت کا حق ہے کہ وہ ایک ایک پیسے کا مجھ سے حساب لے وہ مجھ سے پوچھ سکتی ہے کہ یہ مکان تم نے کہاں سے روپیہ لے کر بنوایا۔ یہ کپڑا تم نے کہاں سے خریدا یہ جائداد تم نے کس طرح بنائی۔ یقیناً یہ سلسلہ کا حق ہے اور

میں ہر وقت حساب دینے کے لئے تیار ہوں

وہ دوست موجود ہیں۔ جن سے میں نے قرض لئے۔ وہ تحریریں موجود ہیں جو اس ضمن میں لکھی گئیں۔ سندھ میں جو زمین حکومت سے خریدی گئی۔ اس میں بھی پہلا حق میں نے جماعت ہی کو دیا تھا۔ چنانچہ "الفضل" کے فائل اور ہماری چٹھیاں گواہ ہیں۔ کہ جب سندھ میں زمینیں ملنے لگیں تو ہم نے دوستوں کو توجہ دلائی کہ وہ انہیں خرید لیں مگر انہوں نے سمجھا جس طرح سٹور میں ہمارا روپیہ برباد ہوا تھا اسی طرح یہاں بھی برباد ہو جائے گا۔ اور جب انہوں نے کوئی توجہ نہ کی۔ تو چونکہ ہم سودا کر چکے تھے۔ اس لئے یہ زمین زیادہ تر انجمن نے لے لی اور باقی مختلف دوستوں کے ذمہ لگائی گئی۔ مگر جب فائدے کی امید نظر نہیں آتی تھی اس وقت تو ہمیں کہا گیا کہ ہمیں دھوکا دیا جاتا اور ہمارے روپیہ کو برباد کیا جاتا ہے اور جب یہ نظر آیا کہ اس زمین میں شاید نفع آنے لگ جائے تو یہ کہنا شروع کر دیا کہ سلسلہ کا روپیہ کھا گئے ہیں۔ ہم کہتے ہیں ان زمینوں پر سلسلہ کا جس قدر روپیہ خرچ ہوا ہے وہ ہم سے لے لو۔ اس سے دگنے داموں کی زمین ہم سے لے لو چار گنے کی زمین لے لو پانچ گنے کی زمین لے لو۔ (کیونکہ نقد ہمارے پاس بالکل نہیں ہے) یقیناً جو شخص سلسلہ کا روپیہ کھاتا ہے۔ وہ اس بات کا سزاوار نہیں کہ اس سے وہ روپیہ واپس لیا جائے بلکہ اس بات کا بھی مستحق ہے کہ اس پر بڑا بھاری جرمانہ کیا جائے۔ بےشک میں

صدر انجمن احمدیہ سے گزارے کے لئے روپیہ قرض

لے لیتا ہوں۔ مگر اسی طرح قرض کے طور پر حضرت عمرؓ بھی لے لیتے تھے۔ جب حضرت عمرؓ فوت ہوتے ہیں۔ تو بیت المال کا پچھتر ہزار روپیہ ان کے ذمہ قرض تھا۔ حالانکہ اس زمانہ میں غنائم کے اموال بھی آیا کرتے تھے۔ اور حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کا حصہ ایک سا ہوتا تھا۔ کیونکہ دونوں بدری صحابہ میں سے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک دفعہ قالین کا ایک حصہ ملا جس کی بیس۲۰ ہزار روپیہ قیمت تھی پس یقیناً بیس۲۰ ہزار کا حصہ حضرت عمرؓ کو بھی ملا ہوگا حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ ایک طرف بیت المال سے اپنا گزارہ لیتے تھے اور دوسری طرف غنائم کے اموال میں سے بھی باقی مسلمانوں کی طرح حصہ لیتے تھے۔ مگر میں تو گزارہ بھی نہیں لیتا اور جو کچھ لیتا ہوں قرض کے طور پر لیتا ہوں۔ میری کوشش یہی ہوگی کہ میں اپنی زندگی میں اس قرض کو ادا کر دوں ورنہ میری جائداد اس قرض کو ادا کرے گی۔ بشروع شروع میں تو میں نے صدر انجمن کے خزانہ سے کچھ بھی نہیں لیا۔ نہ قرض کے طور پر اور نہ گزارہ کے طور پر اور اسی طرح آٹھ دس سال گذر گئے مگر اس کے بعد جب بچے زیادہ ہو گئے اور کام بھی وسیع ہو گیا۔

تو میں نے صدر انجمن احمدیہ سے قرضہ لینا شروع کر دیا۔ اس سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ کو بعض بڑی بڑی رقمیں میں نے ادا بھی کی ہیں۔ چنانچہ ۱۹۲۹ء میں ایک غیر احمدی نے مجھ سے ایک دعا کرائی۔ جو اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی اس پر اس نے مجھے

بیس ہزار روپیہ نذرانہ کے طور پر

بھیجا۔ جس میں سے گیارہ ہزار میں نے اپنے قرض کے سلسلہ میں صدر انجمن احمدیہ کو دے دیا اور باقی اور قرضوں کی ادائیگی اور دیگر ضروریات پر خرچ کیا۔ اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وہ اموال جو غیر احمدیوں سے مجھے نذرانہ کے طور پر ملے ہیں۔ وہ احمدیوں کے نذرانہ سے بہت زیادہ ہیں۔ اس غیر احمدی کا ایک کام تھا اور اس نے مجھے لکھا کہ اگر مجھے اس میں کامیابی ہو گئی تو جو کچھ مجھے نفع ملے گا۔ اس کا دس فیصدی آپ کو دوں گا۔ چنانچہ اسے ۲ لاکھ کا نفع ہوا۔ جس میں سے بیس ہزار اس نے مجھے بھیج دیا۔ میں نے گیارہ ہزار صدر انجمن احمدیہ کو قرضہ میں دے دیا۔ باقی کچھ رشتہ داروں میں تقسیم کر دیا۔ کچھ دیگر قرضوں میں ادا کیا۔ اور کچھ اور اخراجات میں لگا دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس حد تک میں بوجھ اٹھا سکتا ہوں۔ اٹھاتا ہوں۔ اور اب بھی قرض کے طور پر صدر انجمن احمدیہ سے جو کچھ لیتا ہوں اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے یقین رکھتا ہوں کہ وہ اگر چاہیگا۔ تو وہ میری زندگی میں ہی ادا ہو جائے گا۔ ورنہ میں ہمیشہ حساب رکھتا ہوں۔ اور کوشش کرتا ہوں۔ کہ

میرا قرض جائداد سے نہ بڑھے

تا اگر جائداد سے قرض ادا کرنا پڑے تو تمام قرض ادا ہو جائے اور کسی کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔

سو جس قدر اعتراض دشمن نے مجھ پر کئے ہیں۔ سب پہلے موجود ہیں اور مجھے خوشی ہے کہ مجھ پر وہی اعتراض دشمن کی طرف سے ہوتے ہیں۔ جو پہلوں پر ہو چکے ہیں۔ بلکہ کل اللہ تعالیٰ نے میرے لئے

ایک بہت بڑی خوشی کا سامان

کیا۔ اور مجھ پر اس امر کا انکشاف کیا کہ آج کل دشمن جو مجھ پر حملہ کر رہا ہے۔ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک واضح پیشگوئی موجود ہے۔ خواب میں کپڑوں کو آگ لگنے کے معنے بالعموم اعتراض ہونے اور دشمن کے حملہ کرنے کے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ اس کے کپڑوں کو آگ لگ گئی ہے۔ تو اس کی تعبیر یہ ہوگی۔ کہ اس کے خلاف سخت فساد ہوگا۔ اور دشمن اس پر کئی قسم کے اعتراض کریگا کل اتفاقاً میں بعض شہادتوں کے متعلق پرانے کاغذات دیکھ رہا تھا۔ کہ کاغذات کی پڑتال کرتے ہوئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات کی ایک کاپی

آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی مجھے مل گئی اس میں ۱۸۹۷ء کے الہامات درج ہیں۔ گویا آج سے ۴۱ سال پہلے کی یہ کاپی مکمل ہوئی ہے۔ جبکہ میری عمر چھ سال کی تھی۔ (جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ یہ الہامات چھپے ہوئے نہیں۔ اور چونکہ یہ تمام کاپی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اس لئے یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا۔ کہ یہ بعد میں بنا لی گئی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خط کو پہچاننے والے سینکڑوں دوست اب بھی موجود ہیں۔ اور وہ گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ یہ تمام کاپی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔) اس میں ۱۷ اگست ۱۸۹۷ء سے لیکر ۱۲ دسمبر ۱۸۹۷ء تک کے الہامات درج ہیں۔ اس کاپی میں ۵ دسمبر ۱۸۹۷ء کی تاریخ کے نیچے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تحریر فرماتے ہیں

"میں نے خواب میں دیکھا کہ اول گویا محمود کے کپڑوں کو آگ لگ گئی ہے اور میں نے بجھا دی ہے"

یہ پیشگوئی بتاتی تھی۔ کہ ایک زمانہ میں میرے اوپر دشمن کی طرف سے اعتراضات ہونے والے تھے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں نے اس آگ کو جو محمود کے کپڑوں کو لگی ہے۔ بجھا دیا ہے۔ یعنی میری پیشگوئیوں اور میری دعاؤں کی وجہ سے خدا تعالیٰ دشمن کو ناکام کرے گا۔ اور اسے اپنے منصوبوں میں ناکام و نامراد رکھیگا۔ دشمن بے شک آگ لگائے گا۔ مگر انجام کار وہ آگ بجھا دی جائیگی۔ اگر خالی "بجھ گئی" کے الفاظ ہوتے تب بھی دشمن کہہ سکتا تھا۔ کہ انہوں نے اپنی تدبیروں اور عقلوں سے کامیابی حاصل کر لی مگر یہاں "بجھ گئی" کے الفاظ نہیں بلکہ یہ ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بجھا دی ہے۔ اس سے اس طرف اشارہ فرمایا ہے۔ کہ یہ آگ کسی تدبیر یا کسی عقل کی وجہ سے نہیں بجھی بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں اور آپ کی پیشگوئیوں نے اس آگ کو بجھایا ہے۔

پس یقیناً جو شخص آگ لگانے والا ہے۔ وہ سلسلہ کا دشمن ہے۔ اگر یہ آگ سلسلہ کے مفاد اور اس کی ترقی کے لئے ہوتی تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ خواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس آگ کو بجھا دیتے۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اپنے سلسلہ کی خیرخواہی مدنظر نہیں تھی مگر آپ کا اس آگ کا بجھانا بتاتا ہے۔ کہ آگ لگانے والے سلسلہ کے دشمن ہیں۔

پس اگر جو لوگ اعتراض کرتے ہیں۔ وہ حق پر ہوتے اور جنہوں نے میرے خلاف فتنہ و فساد کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔ وہ صداقت پر ہوتے۔ تو بجائے یہ الفاظ ہونے کے کہ "میں نے بجھا دی ہے" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرماتے کہ میں نے اٹھکر محمود کے کپڑوں کو آگ لگا دی ہے۔ مگر آپ یہ نہیں فرماتے۔ بلکہ یہ فرماتے ہیں۔ کہ آگ لگانے والے اور ہیں۔ اور بجھانے والا میں ہوں پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کے فعل کو مٹانے والے ہیں اور جس فعل کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹانے والے ہوں۔ وہ یقیناً سلسلہ کے خلاف ہوگا۔ مگر جو مضمون میں نے پہلے بیان کیا ہے۔ کہ جو شخص صداقت پر اعتراض کرتا ہے۔ اسے لازماً دوسری صداقتوں پر بھی اعتراض کرنا پڑتا ہے۔ اور جو ایک راستباز پر اعتراض کرتا ہے۔ اسے

لازماً دوسرے راستبازوں پر بھی اعتراض

کرنا پڑتا ہے۔ وہ بھی اس رویا میں نہایت عمدگی کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہے۔ میں نے بتایا تھا۔ کہ جب ان اعتراض کرنے والوں کو اپنے مقصد میں کامیابی نہ ہوئی اور وہ جماعت کو خلافت سے الگ نہ کر سکے تو انہوں نے کہا۔ اوہو! بات ہماری سمجھ میں اب آئی۔ اصل بات یہ ہے کہ لوگوں کو اس بات پر یقین ہے کہ یہ خلیفہ ہیں اور چونکہ یہ خیال ان کے دلوں میں بیٹھ چکا ہے اس لئے وہ اس کے خلاف کوئی بات نہیں سن سکتے۔ پس آؤ ہم خلافت کا ہی انکار کر دیں۔ چنانچہ پھر وہ خلافت کو اڑانے لگ گئے۔ جس کے معنے یہ تھے۔ کہ اب

ان کا حملہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ پر

بھی جا پڑا۔ کیونکہ جس طرح میں خلیفہ ہوں

اسی طرح آپ بھی خلیفہ تھے۔ اگر میں خلیفہ نہیں تو وہ بھی خلیفہ نہیں تھے۔ وہ بھی یہی کہا کرتے تھے۔ کہ میں خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ ہوں۔ اور میرا دشمن ابلیس ہے اور میرے بعد بھی خدا تعالےٰ خلفاء کھڑے کرے گا۔ جنہیں وہ آپ کھڑا کرے گا۔ تم نے نہ مجھے خلیفہ بنایا ہے اور نہ ان کو بناؤ گے ہم سب کو خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔ پس وہ سمجھتے ہیں کہ چونکہ یہ خلیفہ کہلاتا ہے اس لئے لوگ اس کی باتیں سنتے ہیں اور ہماری طرف توجہ نہیں کرتے۔ چنانچہ پھر وہ کہتے ہیں آؤ ہم خلافت کا ہی انکار کر دیں اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دیں کہ خلافت اسلام کا کوئی مسئلہ نہیں۔ سب کو مل کر اسلام کی خدمت کرنی چاہئیے۔ تب وہ دوسرا حملہ کرتے اور ایک بار پھر آگ لگانا چاہتے ہیں مگر وہ حملہ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر جا پڑتا ہے۔ کیونکہ آپ یہی فرمایا کرتے تھے کہ خلافت کوئی کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں کہ جس کا جی چاہے جا کر پی لے۔ بلکہ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص انعام ہے جو بعض مخصوص لوگوں کو ملا کرتا ہے پس مجھ پر حملہ کرنے کے بعد ان کا دوسرا حملہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر ہوتا ہے اور

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس رویاء میں اس کا بھی ذکر

ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ "پھر ایک اور شخص کے آگ لگی ہے اور اس کو بھی میں نے بجھا دیا ہے" یہاں حضرت خلیفہ اول رضؓ کا آپ نے نام نہیں لیا۔ چاہے جان کر نام نہیں لیا اور چاہے اللہ تعالےٰ نے آپ کو بتایا نہیں۔ بہرحال اس خواب سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ یہ آگ میرے وقت میں لگے گی اور اس کی ابتدا مجھ سے ہوگی اور جب یہ آگ بجھ جائے گی اور مجھے کوئی ضرر نہیں پہنچا سکے گی۔ تو وہ کہیں گے اوہو۔ ہم جماعت کو اس سے بگاڑ نہیں سکے کہ وہ خلافت کی وجہ سے متحد ہے۔ اگر ہم خلافت کا انکار کرا دیں تو اس کا منتشر ہونا بالکل آسان بات ہے۔ پس وہ خلافت مٹانے کے درپے ہو جائیں اور اس طرح سے حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خلافت پر بھی حملہ کرتے ہیں اور اس طرح میرے کپڑوں کو آگ لگنے کے بعد آپ کے کپڑوں کو بھی آگ لگ جاتی ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ میں نے اس آگ کو بھی بجھا دیا۔ یعنی آپ کی خلافت سے بھی وہ لوگوں کو منحرف نہیں کر سکیں گے۔ تب وہ ایک اور قدم آگے بڑھیں گے۔ اور کہیں گے۔ اصل میں محض خلیفہ ہونے کی وجہ سے لوگ ان کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اس وجہ سے ہیں کہ ان کے دلوں میں یہ غلط خیال بیٹھ چکا ہے کہ یہ مصلح موعود ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ان کے متعلق کئی پیشگوئیاں ہیں۔ پس آؤ ہم ان تمام پیشگوئیوں کا ہی انکار کر دیں اور کہہ دیں کہ ان کا مصداق ابھی پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض پیشگوئیاں ایسی ہیں۔ جن کے متعلق میں نہ ہاں کرتا ہوں۔ نہ نہ کرتا ہوں مگر جو پیشگوئیاں مجھ پر چسپاں ہوتی ہیں۔ ان کا انکار کرنا بھی دیانت اور انصاف کے قطعاً خلاف ہے مگر وہ سرے سے تمام پیشگوئیوں کا انکار کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کوئی پیشگوئی ہے ہی نہیں۔ اس طرح

ان کے حملہ کی زد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

بھی جا پڑتی ہے اور انہیں کہنا پڑتا ہے کہ آپ نے جس قدر میرے متعلق پیشگوئیاں کیں وہ نعوذ باللہ جھوٹی نکلیں اسی طرح جو دعائیں کیں وہ پوری نہ ہوئیں اور آپ نے غلط لکھا دیا۔ کہ میری دعائیں اللہ تعالےٰ نے سن لی ہیں۔ پس وہ مجھ پر حملہ کرتے مگر اس کے ساتھ ہی حضرت خلیفہ اول رضؓ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی حملہ کر دیتے ہیں اور اس طرح میری ہتک کرتے کرتے ان کی بھی ہتک کر دیتے ہیں۔ جن کو یہ اپنے پیشوا مانا کرتے ہیں یہ ایسی ہی بات ہے۔ جیسے پیغامیوں نے جب مجھ پر اعتراض کرنے شروع کئے تو رفتہ رفتہ ان کے اعتراضات حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی ہونے لگے۔ چنانچہ ایک دفعہ ایک پیغامی نے کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے آپ کو جو ظلی نبی کہا ہے۔ اس کے معنے کوئی اصلی نبی کے تھوڑے ہی ہیں ظل کا کیا ہوتا ہے ظل پر تو (نعوذ باللہ) جوتے مارنے بھی جائز ہوتے ہیں پھر یہاں تک کہہ دیا کہ جو حضرت مسیح علیہ السلام کی ولادت بن باپ کو تسلیم کرتا ہے وہ مشرک اور یہ وہ وقت ہے جب میری خلافت کے شروع ایام تھے تو ایک شخص نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق ایسے ہی الفاظ استعمال کئے۔ میں نے اسے کہا تم اب دہریہ ہوئے بغیر نہیں رہو گے۔ چنانچہ ابھی ایک مہینہ نہیں گذرا تھا کہ اس کے دل میں احمدیت کے متعلق شکوک پیدا ہونے شروع ہو گئے اور اس پر ابھی ایک مہینہ اور نہیں گذرا تھا۔ کہ خدا تعالےٰ کی ہستی کے متعلق اس کے دل میں شکوک پیدا ہو گئے۔ تو لازماً جو شخص ایک سچائی پر اعتراض کرتا ہے اسے دوسری سچائیوں پر بھی اعتراض کرنا پڑتا ہے اور جو شخص ایک صداقت کو چھوڑتا ہے اسے دوسری صداقتوں کو بھی ترک کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ یہی خبر اس رؤیا میں بھی دی گئی ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ ان کا پہلا حملہ مجھ پر ہوگا۔ دوسرا حملہ حضرت خلیفہ اول رضؓ پر ہوگا۔ اور جب وہ ان دونوں حملوں میں ناکام ہونگے تو تیسرا حملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کر دیں گے۔ اور آپ کی پیشگوئیوں اور الہامات کے بھی منکر ہو جائینگے چنانچہ

آخری حصہ رؤیاء کا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ تحریر فرماتے ہیں "پھر میرے کپڑوں کو آگ لگا دی ہے اور میں نے اپنے اوپر پانی ڈال لیا ہے اور آگ بجھ گئی ہے" اس میں اسی سلسلہ اعتراض کی خبر دی گئی ہے۔ جس کو میں نے ابھی بیان کیا ہے کہ پہلے وہ مجھ پر اعتراض کریں گے اور جب اس میں خدا تعالےٰ ان کو ناکام کرے گا تو وہ کہیں گے۔ اوہو۔ ہم نے ہاتھ ذرا نیچے ڈالا ہے آؤ ذرا اوپر ہاتھ ڈالیں چنانچہ پھر وہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کی خلافت پر اعتراض کرنے شروع کر دیں گے اور جب وہاں سے بھی کام نہیں بنے گا۔ تو کہیں گے یہ سلسلہ ہی ایسا ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جس قدر دعائیں کی تھیں سب جھوٹی نکلیں اور جس قدر پیشگوئیاں آپ نے کی تھیں۔ وہ باطل ثابت ہوئیں۔ پس ان کا آخری حملہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوگا۔ جیسا کہ اس شخص نے لکھ دیا۔ کہ مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔ "کہ گو آگیں سب بجھ گئی ہیں مگر کچھ سیاہ داغ سا بازو پر نمودار ہے اور خیر ہے"

بازو پر داغ

رہنے کے معنے یہی تھے کہ یہ حملہ جماعت کے منافقین کی طرف سے ہوگا۔ غیروں کی طرف سے نہیں ہوگا۔ پھر فرماتے ہیں۔ "اور خیر ہے وافوض امری الی اللہ" گویا افوض امری الی اللہ کے الفاظ میں یہ بھی بتا دیا کہ جس وقت یہ اعتراض ہونگے۔ اس وقت میں دنیا میں نہیں ہوں گا مگر چونکہ میرا خدا زندہ خدا ہے۔ اس لئے میں اپنا معاملہ اسی کے سپرد کرتا ہوں۔ میں نہ ہوا تو کیا ہوا۔ وہ تو ہوگا۔ اس خطبہ کے بعد اسی منافق کا ایک اور خط ملا اور اس میں اس نے سخت واویلا کیا ہے کہ مجھ پر بدظنی کی گئی ہے اور مجھے منافق قرار دیا گیا ہے اور پھر لکھا ہے کہ اس خواب کی تعبیر یہ بھی ہو سکتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے چونکہ تمہاری آگ بجھائی اور یہ فعل خدا کو پسند

نہ آیا۔ اس لئے ان کے کپڑوں کو آگ لگ گئی۔ کیونکہ انہوں نے تمہاری رعایت کی۔ اور اس کا خمیازہ بھگتنا پڑا۔ اس تعبیر سے اس شخص کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جو عقیدت ہے۔ اس کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اب مجھے اور کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ مصری پارٹی کا شخص ہے اور اندرونی طور پر پیغامی ہو چکا ہے۔

یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کاپی ہے۔ جو کل پہلی دفعہ مجھے دیکھنے کا موقع ملا۔ اب تک میں سمجھتا تھا کہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کا حافظ

ہوں۔ اور آپ کا کوئی بھی ایسا الہام یا ایسا رویا نہیں جو میری نظر سے نہ گزرا ہو۔ مگر کل اتفاقاً بعض کاغذات کی تلاش کرتے ہوئے مجھے پہلی دفعہ یہ کاپی ملی۔ اور مجھ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس نئی پیشگوئی کا انکشاف ہوا پھر ایک اور لطیفہ ہے۔ جو ابھی خدا تعالیٰ نے میرے ذہن میں ڈالا ہے۔ اور وہ یہ کہ یہ کاپی اسی

سبز کاغذ کی بنی ہوئی

ہے۔ جس سبز کاغذ پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "سبز اشتہار" شائع فرمایا تھا معلوم ہوتا ہے۔ اس زمانہ کے بعض بچے ہوئے کاغذ آپ کے پاس موجود تھے۔ اور انہی سبز کاغذوں کی آپ نے یہ کاپی بنا کر اس پر اپنے الہامات اور رویا و کشوف درج کر دئے۔

پس دشمن جو چاہے اعتراض کرے۔ ہمیں اس کا اعتراض کرنا برا نہیں لگتا۔ ہمیں افسوس آتا ہے تو اس بات پر کہ وہ ظاہر کچھ کرتے ہیں۔ اور ان کا باطن کچھ اور ہے وہ ظاہر یہ کرتے ہیں۔ کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام ہیں۔ مگر کام وہ کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کپڑوں کو آگ لگانے والا ہے۔ مگر وہ یاد رکھیں۔ نہ پہلے کوئی دشمن اپنے منصوبوں میں کامیاب ہوا۔ اور نہ وہ کامیاب ہوں گے۔ آگیں بجھائی جائینگی۔ اور صرف داغ رہ جائینگے۔ مگر وہ داغ انہی منافقین کا وجود ہوگا۔

تریاق جریان

کرنے کی اکسیر دوا ہے سرعت۔ انزال۔ دھات۔ رقت قبض وغیرہ کو دور ۔ زیادہ چلنے سے تھک جانا زیادہ لکھنے پڑھنے سے آنکھوں میں اندھیرا سا معلوم ہونا۔ دیر تک کام کرنے سے طبیعت کا گھبرانا۔ مضمحل رہنا۔ درد کمر پنڈلیوں کا اینٹھنا۔ الغرض انتہائی کمزوری ہونا جملہ شکایات دور کر کے از سر نو جوان خوش رہنا اس کا کام ہے۔ معزز دوستو! یہ وہ دوا ہے۔ جس کا صد ہا مریضوں پر تجربہ ہو چکا ہے۔ کبھی غیر مفید ثابت نہیں ہوئی۔ امید کہ آپ تجربہ فرمائیں گے۔ قیمت صرف ایک روپیہ

اکسیر سوزاک

۱۲ گھنٹہ میں جلن پیپ خون بند کرتی ہے۔ کیا اس قدر سریع الاثر دوا دنیا میں اور کوئی ہے۔ ہرگز نہیں۔ ضرور تجربہ کیجئے۔ اگر آپ ہزارہا ادویات استعمال کر چکے ہیں تو میں آپ کو رائے دیتا ہوں کہ اکسیر سوزاک ضرور استعمال کریں۔ اس سے پرانے سے پرانا سوزاک بیس سال تک کا دفعہ ہو جاتا ہے اس پر خوبی یہ ہے کہ تا عمر پھر عود نہیں کرتا۔ آپ کیوں اس موذی مرض سے پریشان ہیں۔ اور اپنی نسل برباد کر رہے ہیں۔ اکسیر سوزاک کا استعمال کیجئے قیمت ۵ روپے نوٹ:۔ اگر فائدہ نہ ہو تو قیمت واپس۔ فہرست دوا خانہ مفت منگوایئے کیا آپ کا علم ہے بھی جھوٹے اشتہار کی امید ہے۔ حکیم مولوی نابت علی محمد دنگر ضلع لکھنؤ

قابل توجہ تاجر اصحاب

ایک محنتی دیانتدار جوان احمدی بی کھاتہ کا کام نہایت ہی اعلیٰ کرنیوالا حامی تجارت انگریزی۔ پشتو۔ فارسی زبان کا ماہر ملازمت چاہتا ہے۔ کسی صاحب کو ضرورت ہو ذیل کے پتہ پر خط لکھیں۔ ٹریڈنگ اکاؤنٹنسی کالج کردہ دو لہا سر

خطبہ نمبر کے خریداروں کو اطلاع

جن خریداروں کا چندہ ۲۰ راگست تا ۳۰ رستمبر ۱۹۳۸ء تک کسی تاریخ کو ختم ہوتا ہے ان کے نام ستمبر کے پہلے ہفتہ میں جو خطبہ نمبر شائع ہوگا۔ بذریعہ وی پی ارسال خدمت کیا جائیگا۔ جو احباب ۱۵ رستمبر سے قبل چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال فرمائیں ان کا وی پی روک لیا جائیگا جن کی طرف سے اس تاریخ کو چندہ وصول نہ ہوا ان کے نام وی پی ہوگا اور ان کا فرض ہوگا کہ وی پی وصول فرمائیں۔ منیجر

۲۰۲۔ حکیم حاجی علی اکبر صاحب	۲۳۱ نمبر ایم عبد العزیز صاحب
۲۶۱۔ ملک محمد شفیع صاحب	۲۶۹۔ مولوی عبد الکریم
۲۹۹۔ چوہدری غلام قادر	۳۱۱۔ حاکم دین صاحب
۴۴۶۔ میر عبد الستار صاحب	۴۴۹۔ سعد اللہ صاحب
۴۵۱۔ نظیر حسین صاحب	۵۰۸۔ چوہدری غلام رسول
۵۵۴۔ غلام علی صاحب	۵۵۷۔ رحیم بخش صاحب
۵۶۱۔ ابوالقاسم خان صاحب	۵۶۲۔ سلیمان خان صاحب
۵۶۵۔ بشیر احمد صاحب	۵۶۶۔ مسٹر فریدوں صاحب
۵۶۷۔ عبد الستار صاحب	۵۶۸۔ محبوب عالم صاحب
۵۷۶۔ احسان اللہ صاحب	۶۵۶۔ محمد شفیع صاحب
۶۶۹ مومن موسیٰ صاحب	

سرمہ سنیاسی

دافع پھولا۔ جالا۔ ڈھلکا دھند۔ غبار موتیا بند پڑبال ناخونہ۔ سرخی چشم۔ درد چشم۔ شکوری۔ پیپ بہنا اڈل بامنی گوہانجی وغیرہ امراض چشم کیلئے مجرب ہے اس کے دائمی استعمال سے عینک کی ضرورت نہیں رہتی۔ صرف ایک ایک سلائی آنکھ میں ڈال کر کچھ وقفہ کے بعد سرد پانی کے چھینٹے مار کریں قیمت فی تولہ ۱۲ علاوہ محصول ڈاک

محمد حسین حکیم خاندانی مسلم دواخانہ کوٹ کیلیاں ڈاکخانہ اکال گڑھ ضلع گوجرانوالہ

میتھوفین
مایوس مریض دانتوں کا مسیحا

دنیا بھر کے حکیم اور ڈاکٹروں کا اتفاق ہے کہ بہت سی بیماریاں دانتوں کی خرابی سے لاحق ہوتی ہیں۔ دانت اگر ہلتے ہوں مسوڑھے پھولے ہوئے ہوں۔ اور ان سے خون بہتا ہو۔ منہ سے بو آتی ہو۔ گلا اکثر خراب رہتا ہو۔ زکام بار بار تکلیف دیتا ہو۔ غرض جملہ امراض دنداں میں میتھوفین سے بہتر کوئی دوائی آج تک ایجاد نہیں ہوئی۔ خوش ذائقہ کم خرچ۔ لاتعداد آدمیوں کے دانت ہمیشہ کے لئے صحیح اور تندرست ہو گئے ہیں۔ تندرست دانتوں اور مسوڑھوں میں اس کا استعمال آئندہ جملہ خرابیوں سے محفوظ رکھتا ہے آزمائش شرط ہے

دیانتدار ایجنٹوں کی ضرورت ہے

ماڈرن میڈیکل سٹور بازار حکیماں لاہور

مصفی اعظم

جلدی امراض کیلئے ہمارا مخصوص شربت ہے۔ اس کے استعمال سے ہر قسم کے پھوڑے پھنسیاں داد خارش سب دور ہو جاتے ہیں جلد صاف اور ملائم رہتی ہے

حیات نسواں

سیلان الرحم (لیکوریا) کے باعث مریضہ کا جسم لاغر کمزور چہرہ کا زرد اور بے رونق رہنا دل کی دھڑکن محسوس کرنا چلتے پھرتے کام کاج کرنے میں سستی محسوس کرنا۔ سر کا چکرانا۔ پیڑو و کمر میں درد کا رہنا ان سب شکایات کو صرف حیات نسواں ہی دور کر کے حیات تازہ بخشتی ہے۔

حب عنبر خاص

بالکل بیضرر زود اثر ہے۔ دوا خانہ کے نہایت قابل و ہوشیار طبیب عورتوں کی زنانہ امراض میں خاص مہارت رکھتے ہیں علاج و مشورہ بذریعہ خط و کتابت بھی کیا جاتا ہے۔ دوا خانہ کی مخصوص فہرست مفت طلب کریں۔ ویدک یونانی دواخانہ لمیٹڈ زینت محل دہلی

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

روما ۲۸ اگست - حکومت اطالیہ نے ایک حکم نافذ کیا ہے کہ فرانس اور اٹلی کی سرحد پر جو فرانسیسی باشندے آباد ہیں وہ اپنی جائدادیں حکومت اٹلی کے حوالے کر دیں اور ایک ماہ کے اندر اندر اپنی فصلیں کاٹ لیں اور مویشی لے جائیں اس عرصہ کے بعد ان کی جائداد پر فوجی افسروں کا قبضہ ہو جائیگا - اس واقعہ سے فرانس میں ہیجان پیدا ہو گیا ہے لیکن سرکاری طور پر ابھی کوئی بیان شائع نہیں کیا گیا۔

کلکتہ ۲۸ اگست - بنگال اسمبلی کی مخالف جماعتوں نے ایک سب کمیٹی بنائی ہے جو وزارتی پارٹی کی سب کمیٹی سے گفتگو سے مصالحت کرے گی تاکہ بنگال کے لئے کوئی متفقہ پروگرام مرتب کیا جا سکے۔

کراچی ۲۸ اگست - معلوم ہوا ہے کہ کانگرس اور سندھ کی وزارت میں آخری سمجھوتہ ہو گیا ہے کانگرس پارٹی عدم اعتماد کی تحریک کی حمایت نہیں کریگی ٹیکسوں کی تجاویز ایک سال کے لئے ملتوی کر دی گئی ہیں - وزراء کانگرس کے پروگرام پر عمل کریں گے - اگر کبھی باہمی جھگڑا ہو گیا تو اس کا فیصلہ کانگرس پارٹی کریگی۔

ناگپور ۲۸ اگست - معلوم ہوا ہے کہ ڈاکٹر کھارے نے کانگرس کے خلاف جو سرگرمیاں شروع کر رکھی ہیں ان پر ہائی کمانڈ میں سنجیدگی سے غور ہو رہا ہے ایک افواہ یہ بھی ہے کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کا جو اجلاس بمبئی میں ہو رہا ہے اس میں اس معاملہ پر غور کیا جائیگا ممکن ہے ڈاکٹر کھارے کے خلاف تادیبی کارروائی بھی کی جائے - اس سوال نے یہاں پولیٹیکل حلقوں میں بہت اہمیت حاصل کر لی ہے۔

واردھا گنج ۲۸ اگست - مسٹر مہادیو ڈیسائی نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو برقیہ ارسال کیا ہے - کہ کل ہڑتالیوں کا ایک جلوس مرتب ہو کر شوگاؤں گیا اور گاندھی جی سے مطالبہ کیا - کہ سی - پی کے کابینہ میں ایک ہریجن وزیر کے لئے نشست خالی کی جائے - گاندھی جی نے جواب میں کہا کہ یہ میرے اختیار سے باہر ہے - مظاہرین نے کہا کہ چونکہ گاندھی جی ہمارے مطالبہ کو منظور کرنے کے لئے تیار نہیں - اس لئے ہم بھوک ہڑتال کریں گے - گاندھی جی نے جواب میں کہا اگر آپ لوگ ایسا کرنے پر مصر ہیں تو میں روک نہیں سکتا - یہ لوگ دو یا تین دن بھوک ہڑتال کریں گے - بعد ازاں دوسرا جتھہ آئے گا جو ان کا قائم مقام ہوگا معلوم ہوا ہے ایک اور جتھہ پہنچ چکا ہے -

شملہ ۲۸ اگست - اس ہفتہ ۲۴۸۹۶۰ ٹن گیہوں ہندوستان سے باہر بھیجا گیا - اس وقت ۸۲۸۰۰ ٹن گندم کا ذخیرہ کراچی میں ہے - لائل پور میں ۱۹۵۰۵ ٹن ذخیرہ ہے اور ہاپوڑ میں ۲۷۲۴۰ ٹن ذخیرہ موجود ہے -

لاہور ۲۸ اگست - پنجاب کے کانگرسی کارکن لالہ دونی چند انبالوی نے کانگرس ورکنگ کمیٹی کونسل کی رکنیت سے استعفیٰ دیدیا ہے -

ٹوکیو ۲۷ اگست - جاپانی فوجوں نے اب ان چینی افواج کی طرف بڑھنا شروع کر دیا ہے جو ہنکاؤ کی مدافعت کر رہی ہیں - جاپانی فوجیں اب ہر طرف سے ہنکاؤ کی طرف بڑھ رہی ہیں -

پشاور ۲۸ اگست - حکومت صوبہ سرحد نے اعلان کیا ہے کہ بنوں پر قبائلی حملہ کے سلسلہ میں ایک تحقیقاتی کمیٹی مقرر کر دی گئی ہے اس کمیٹی میں ایک سرکاری اور ایک غیر سرکاری ممبر ہوگا -

لائل پور ۲۷ اگست - جنرل سکرٹری پنجاب زمیندارہ کانفرنس لائل پور کی اطلاع مظہر ہے کہ ۳ اور ۴ ستمبر کو سر سکندر حیات خان کے صدارتی خطبہ کے علاوہ سر چھوٹو رام سردار سندر سنگھ مجیٹھیہ تقریریں کریں گے - میونسپل کمیٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کی طرف سے ایڈریس پیش کئے جائیں گے - اس کے علاوہ ایک قرارداد پیش کی جائے گی جس کے ذریعہ حکومت سے درخواست کی جائیگی - کہ زمینداروں پر سے ٹیکسوں کا بوجھ کم کیا جائے

مدراس ۲۸ اگست - کانگرسی صوبوں کے وزرائے صنعت کا ایک اجلاس مسٹر سبھاش چندر بوس کی دعوت پر منعقد ہونے والا ہے - جس میں اس امر پر بحث کی جائے گی کہ ہندوستان میں سستی موٹر کاریں - موٹر لاریاں موٹر ٹرک اور ریڈیو سیٹ بنائے جائیں ریڈیو سیٹ اتنے سستے ہوں کہ ان کی قیمت ۷۵ اور ۵۰ روپے کے درمیان ہو

کراچی ۲۸ اگست - اطلاع مظہر ہے کہ مولانا ابوالکلام آزاد اور سردار پٹیل نے سندھ میں اپنا کام ختم کر لیا ہے روانگی سے پہلے یہ فیصلہ کر جائیں گے کہ وزارت کے سلسلہ میں سندھ اسمبلی کی کانگرس پارٹی کو کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے

ترچناپلی ۲۸ اگست - ٹریفک سپرنٹنڈنٹ کی طرف سے اطلاع موصول ہوئی ہے کہ ۲۱ اگست کو جس ٹرین کو حادثہ پیش آیا تھا اس میں اس وقت ۳۲ اشخاص ہلاک ہو گئے تھے ایک ہسپتال کے رستے میں مر گیا تھا - ۸ اشخاص ہسپتال میں مرے ہیں -

الہ آباد ۲۷ اگست - کچھ عرصہ سے پبلک سروس کمیشن کا دعویٰ ہے - کہ وزارت براہ راست کسی سرکاری عہدہ کو پر نہیں کر سکتی - برعکس اس کے وزراء کا خیال ہے کہ جن عہدوں پر انہوں نے اپنے آدمی مقرر کئے ہیں وہ ایک طرح پارٹی کی خانگی ملازمتیں ہیں - نیز وہ ہیں بھی عارضی اور جب وزارت کی میعاد ختم ہوگی یہ ملازمین بھی معزول سمجھے جائیں گے - لیکن اس میں بھی مشکل یہ ہے کہ اس صورت میں ان ملازمین کو پراویڈنٹ فنڈ کا حق حاصل نہ ہونا چاہیے اور بظاہر حکومت انہیں یہ سہولت بہم پہنچا چکی ہے -

گوالیار ۲۸ اگست - مہاراجہ نے ۴ وزراء اور تین نیم سرکاری ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی قائم کی ہے جو اسمبلی کو مزید اختیار دینے کی فکر کرے گی -

شنگھائی ۲۵ اگست - جاپانیوں نے ہنکاؤ آنے والی ریلوے لائنیں کاٹ دی ہیں اور کینٹن اور ہنکاؤ کے درمیان فضائی سروس بھی ملتوی کر دی ہے - بیان کیا جاتا ہے کہ ہنکاؤ سے ایک سو میل کے فاصلہ پر جاپانیوں نے دو اہم مقامات پر قبضہ کر لیا ہے - چینیوں کی طرف سے جاپانیوں کی پیش قدمی روکنے کے لئے سر توڑ مقابلہ کیا جا رہا ہے -

لنڈن ۲۸ اگست - اطلاع موصول ہوئی ہے کہ حال ہی میں کارلٹن کلب میں ایک خفیہ اجلاس ہوا - جس میں قدامت پسند پارٹی کے تمام لیڈر شامل تھے - مقررین نے مسٹر چیمبرلین کی صحت کی حالت پر بحث کی اور مطالبہ کیا کہ ابھی سے فیصلہ ہو جانا چاہیے - کہ مسٹر چیمبرلین کا جانشین کون ہوگا - اس اجلاس نے سر جان سائمن کے حق میں رائے دی - سیاسی مدبروں کا خیال ہے کہ سر جان سائمن مسٹر چیمبرلین کی خارجی پالیسی کو اچھی طرح نبھا سکیں گے -

برلن ۲۷ اگست - حکومت جرمنی نے اعلان شائع کیا ہے کہ آئندہ غیر ممالک کے اشخاص پر جرمنی میں داخلہ پر پابندیاں عائد کر دی جائیں گی - صرف ان اشخاص کو جرمنی میں قیام کی اجازت ہوگی - جن کے متعلق حکومت کو کامل یقین ہو کہ وہ حکومت کے خلاف کسی قسم کی سازش نہ کریں گے اور اس سے پیشتر جو قوانین اس بارے میں حکومت نے بنا رکھے تھے وہ یکم اکتوبر سے منسوخ تصور کئے جائیں گے -

لنڈن ۲۷ اگست - معلوم ہوا ہے کہ جرمنی اور اطالیہ کی سرپرستی میں عنقریب ہنگری رومانیہ اور یوگوسلاویہ کے درمیان ایک نیا معاہدہ عمل میں لایا جائیگا

Digitized by Khilafat Library Rabwah
موتی سرمہ کے گیت
ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا (شبکوری) سرخی۔ ابتدائی موتیابند وغیرہ۔ غرضیکہ یہ سرمہ جملہ امراض چشم کیلئے اکسیر ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھتے ہیں۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پاتے ہیں۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنہ محصولڈاک علاوہ
ہندو صاحبان
جناب انسپکٹر جنرل صاحب بہادر پولیس
جناب جی ایل رائے صاحب بہادر انسپکٹر جنرل پولیس بیکانیر سے تحریر فرماتے ہیں کہ میں آپ کا موتی سرمہ دو سال سے استعمال کر رہا ہوں۔ درحقیقت یہ امراض چشم کے لئے بہت ہی مفید چیز ہے۔ جب بھی اسکو استعمال کیا نمایاں فائدہ محسوس ہوا۔ مقوی بصر ہونے کے علاوہ دیگر جملہ امراض چشم مثلاً جلن۔ خارش چشم۔ ککرے۔ جالا۔ پانی بہنا۔ پھولا سرخی دھند پڑبال وغیرہ کے لئے بھی بہت مفید پایا۔ درحقیقت آپنے اس ایجاد سے مخلوق خدا پر بڑا احسان کیا ہے۔ مجھے قوی امید ہے۔ کہ جو شخص بھی اس سرمہ کا استعمال کریگا۔ وہ اس کی خوبیوں کا معترف ہوئے بغیر نہیں رہیگا۔ براہ کرم بدیں خط ہذا دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیج کر شکریہ کا موقعہ دیجئے۔"
بہت پرانے ککرے دور ہو گئے
جناب ایڈیٹر صاحب آریہ مسافر لاہور اپنے ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کے انبو میں لکھتے ہیں کہ میری دھرم پتنی (بیوی) کی آنکھوں میں بہت پرانے ککرے تھے میں نے آپکا موتی سرمہ انہیں استعمال کرایا مجھے یہ لکھتے ہوئے بڑی خوشی ہے۔ کہ اس سرمہ سے انہیں بیحد فائدہ ہوا۔ اور ککرے دور ہو گئے۔ اس منفعت بخش ایجاد کیلئے آپکو صدق دل سے مبارکباد دیتا ہوں
عینک چھوٹ گئی
جناب چودھری نندلال صاحب رئیس کمالیہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے موتی سرمہ کا استعمال کیا۔ ککروں اور دیگر عوارض چشم کے لئے نہایت مفید پایا اسکے متواتر استعمال سے بینائی میں نمایاں فائدہ ہوا۔ اور میری عینک چھوٹ گئی۔ میرے کئی دیگر دوستوں اور عزیزوں نے بھی اسکو استعمال کیا اور بیحد مفید پایا۔ اس مفید ایجاد کیلئے تہ دل سے مبارکباد۔ براہ کرم دو شیشی اور بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں۔
بے حد فائدہ ہوا
جناب گنگر کرشنا صاحب تحصیل کلکور (مالابار) سے لکھتے ہیں۔ کہ آپکے موتی سرمہ سے مجھے بیحد فائدہ ہوا براہ مہربانی یہ خط ملتے ہی موتی سرمہ کی ایک ایک تولہ کی دو شیشیاں بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ
مسلم احباب
جناب مجسٹریٹ صاحب بہادر درجہ اول
جناب مولوی غلام محمد خانصاحب ایم اے۔ ای اے سی سرگودھا لکھتے ہیں۔ کہ آپکا موتی سرمہ بہت مفید ثابت ہوا۔ ایک تولہ اور بذریعہ وی پی ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔
یہ سرمہ غیر معمولی قدر کے قابل ہے
جناب کرم مولوی فیاض علی صاحب وکیل ہائیکورٹ و آنریری چیئرمین میونسپلٹی حیدر آباد دکن تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری محترمہ والدہ صاحبہ کو آشوب چشم ہو گیا تھا۔ اور پانی آنکھوں سے برابر بہتے بہتے آنکھوں سے بالکل مایوس ہو جانا پڑا تھا۔ حیدر آباد کے مشہور و معروف و نامی گرامی حکماء و ڈاکٹروں کا علاج کرایا گیا لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا۔ اتفاقاً آپکے موتی سرمہ کی شیشی ایک معزز دوست نے مجھے دی۔ استعمال کیا۔ الحمدللہ ایک ہفتہ میں ہی غیر معمولی فائدہ ہوا۔ بلاشبہ آپ کی یہ ایجاد غیر معمولی قدر کے قابل ہے۔ بدیں خط ہذا ایک تولہ موتی سرمہ بذریعہ وی پی بھیجکر مشکور فرمائیں۔
آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیواسطے تیر بہدف
جناب سید محی الدین احمد خانصاحب پولیس انسپکٹر ایٹہ لکھتے ہیں۔ کہ واقعی آپ کا سرمہ بہت سے موقعوں پر نہایت ہی کارآمد ثابت ہوا۔ دکھتی ہوئی آنکھوں میں تیر بہدف ہے آنکھ کی صفائی کیواسطے فوری اثر کرتا ہے۔ آنکھوں کی ہر ایک بیماری کیواسطے اس کا استعمال بہت ضروری ہے۔ بگڑی ہوئی آنکھوں پر فوراً اثر کرتا ہے۔ بہت سے آدمیوں کے استعمال میں آیا اور ان جملہ صاحبان نے بہت تعریف کی۔ تین سال کے تجربہ کے بعد جبکہ کوئی شبہ نہیں رہا ان الفاظ کو لکھ رہا ہوں۔
اسکے مسیحائی اثر کو دیکھ کر سب حیرت میں رہ گئے
جناب ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب سپرنٹنڈنٹ فیروزپور چھاؤنی تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں مجھے قریباً جواب ہی دے چکی تھیں خیال تھا۔ کہ موگا جا کر آنکھوں کا علاج کراؤں اچانک آپکا اشتہار نظر پڑا منگوایا۔ استعمال کیا سرمہ کیا ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا کرشمہ ہے۔ میں تو کیا جس جس نے بھی استعمال کیا اسکے مسیحائی اثر کو دیکھ کر حیرت میں رہ گیا۔ براہ کرم سات تولہ علیحدہ علیحدہ سات شیشیوں میں جلد بذریعہ وی پی بھیجکر شکریہ کا موقعہ دیں۔
ملنے کا پتہ:۔ مینیجر نور اینڈ سنز۔ نور بلڈنگ قادیان (پنجاب)

ریل اور موٹر کے مشترکہ ٹکٹ

سری نگر (کشمیر) مری ڈلہوزی منڈی اور سلطانپور (کلو) تک

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے تمام اہم سٹیشنوں سے مندرجہ بالا مقامات تک سفر و بکنگ کے لئے ریل اور موٹر کے مشترکہ واپسی ٹکٹوں کی سہولتیں مہیا کی گئی ہیں۔ اور اسی طرح ای۔ آئی و جی۔ آئی۔ پی و بی بی اینڈ سی آئی۔ اور بی اینڈ این ڈبلیو ریلویز کے بعض سٹیشنوں سے کشمیر تک سہولتیں بہم پہنچائی گئی ہیں

مصور اور رنگدار پمفلٹ کے لئے جس میں تمام تفصیلات درج ہیں۔

ایجنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے لاہور یا میسرز این ڈی۔ رادھا کشن اینڈ سنز این۔ ڈبلیو آر

آؤٹ آف ایجنٹس راولپنڈی جموں (توی)، یا سری نگر (کشمیر) سے درخواست کی جائے

سفر کیلئے تسہیلات

سفر کرنے والی پبلک کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے۔ کہ اپریل ۱۹۳۶ء سے سیٹیں۔ برتھ۔ ڈبے اور گاڑیاں صرف ٹکٹ پیش کرنے پر ریزرو کرائی جا سکتی ہیں اول اور دوم درجہ کے مسافر اور انکے نوکر تیسرے درجہ میں سفر کرنے والے ملازم اپنی تاریخ ابتدائے سفر سے پندرہ روز پہلے تک کے عرصہ میں ٹکٹ خرید سکتے ہیں۔ پبلک کو یہ بات مد نظر رکھنی چاہیئے کہ ٹکٹ خریدتے وقت اس پر اپنے بکنگ کلرک سے اس کے دستخطوں کے ساتھ وہ تاریخ لکھوا لیں جس تاریخ کو کہ وہ اپنا سفر شروع کرنا چاہتے ہوں۔

مزید تفصیلات کے لئے اپنے قریبی ریلوے سٹیشن ماسٹر یا

چیف اپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ نارتھ ویسٹرن ریلوے

لاہور سے درخواست کریں۔

DALHOUSIE. : DALHOUSIE.
FURTHER REDUCTION IN FARES
FROM 20TH JUNE 1938.
RAIL CUM ROAD TICKETS
AVAILABLE FOR SIX MONTHS.
AT ALL IMPORTANT STATIONS.

ALL ROAD. TRANSPORT INSURED.
SAFEST. CHEAPEST. BEST.
FOR FURTHER PARTICULARS APPLY —
CHIEF COMMEFCIAL MANAGER
N.W.R. LAHOPE.

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی